مکہ مکرمہ کی رؤیت ہلال
تمام مسلم ممالک میں معتبر ہونے پر
ایک تحقیقی نظر

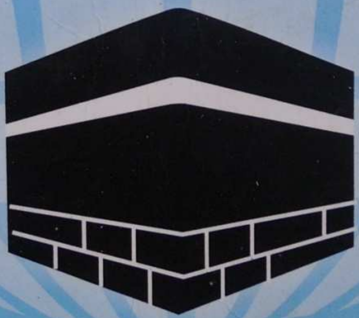

محمد عطاء الرحمٰن مدنی

مکہ مکرمہ کی رؤیتِ ہلال
تمام مسلم ممالک میں معتبر ہونے پر
ایک تحقیقی نظر

علامہ شیخ أحمد محمد شاکر کی عربی کتاب
''أوائل الشهور العربية''
کی
تلخیص اور اردو ترجمہ بھی آخر میں دیکھیں

بقلم
محمد عطاء الرحمٰن مدنی
(فاضل جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ)

جملہ حقوق محفوظ بحق مؤلف

نام کتاب.....مکہ مکرمہ کی رؤیتِ ہلال. تمام مسلم ممالک کیلئے...ایک تحقیقی نظر
نام مؤلف.........................محمد عطاء الرحمٰن مدنی
سال تألیف.........................۱۴۲۳ھ مطابق ۲۰۰۲م
کتابت.........................سعود کمپیوٹر کمپوزنگ سنٹر
ناشر.........................سعود بک ڈپو
پریس.........................پرنٹ سنٹر، دریا گنج، دہلی
سالِ اشاعت بارِ اول.........................۱۴۲۳ھ مطابق ۲۰۰۳م
تعداد نسخہ بارِ اول.........................ایک ہزار

قیمت =/۱۵

ملنے کے پتے :
۱۔سعود بک ڈپو، جی ۴۷۔مرادی روڈ، بٹلہ ہاؤس، جامعہ نگر، نئی دہلی۔۱۱۰۰۲۵
۲۔مکتبہ ترجمان، اہلحدیث منزل، ۴۱۱۶۔اردو بازار، جامع مسجد، دہلی۔۱۱۰۰۰۶
۳۔الکتاب انٹرنیشنل، ۱/۳۶۶۔مرادی روڈ، بٹلہ ہاؤس، جامعہ نگر، نئی دہلی۔۱۱۰۰۲۵

انتساب

ان علمائے مجتہدین ومحدثین کے

نام

جنھوں نے

"صوموا لرؤيته وأفطروا لرؤيته"

"الصوم يوم تصومون والفطر يوم تُفطرون والأضحىٰ يوم تُضحّون"

جیسی صحیح احادیث کے صحیح مفہوم کو سمجھا اور تعمیمِ رؤیتِ ہلال کیلئے پورے وثوق کے ساتھ فتویٰ دیکر دنیا کے تمام ممالک کے اسلامی اَعیاد ومواسم میں اتحاد پیدا کرنے کی کوششیں کیں، اللہ انھیں جزائے خیر عطا فرمائے، آمین۔

فہرست

موضوع	صفحہ
پیشِ لفظ	۵
رؤیتِ ہلال	۶
قمری مہینے کی اہمیت	۶
تمام ممالک کے اسلامی اعیاد و موسم کی تاریخ پر اتحاد پیدا کرنے کی کوششیں	۷
شرعی تقاضا اور عصری تقاضا	۸
شرعی وعصری تقاضوں کے درمیان تطبیق	۹
اِس کے معنیٰ کی صحت عالمِ اسلام کی شمولیت پر ہی موقوف ہے	۹
ہفتہ وار عید دنیا میں ایک ہی دن ہے تو سالانہ عید میں اختلاف کیوں ؟	۱۱
کبھی وسائل کی بنیاد پر بھی کوئی چیز واجب ہو جاتی ہے	۱۲
رؤیتِ ہلال پر علمائے مجتہدین ومحدّثین کے آراء	۱۳
پہلی قمری تاریخ کیلئے کس شہر کا اعتبار ہو ؟	۱۸
اصلِ اول کی رہنمائی	۱۹
اصلِ ثانی کی رہنمائی	۲۰
حاصل کلام	۲۲
کیا قمری مہینوں کی پہلی تاریخیں فلکی حساب سے ثابت کرنا جائز ہے ؟	۲۷
ہر قمری مہینہ کی ابتداء پر عالمِ اسلام کا اتحاد	۳۱
پہلی قمری تاریخ کیلئے مکہ مکرمہ ہی معتبر	۳۳
کتاب اللہ کا اشارہ	۳۴
سنتِ نبوی کا اشارہ	۳۵
بحث کا خلاصہ	۳۸

پیشِ لفظ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام علىٰ سيد الأنبياء والمرسلين، نبيّنا محمد وعلىٰ آله وأصحابه أجمعين، و من تبعهم باِحسان اِلىٰ يوم الدين.

ایک ملک کی رؤیتِ ہلال دنیا کے تمام ممالک میں معتبر ماننے یا نہ ماننے کا مسئلہ، چند سالوں سے نہ صرف ہند و پاک میں بلکہ بلادِ عرب و دیگر ممالک میں بھی، ایک معمہ بنا ہوا ہے۔ دنیا کے مسلمانوں کی نمائندہ تنظیم ''رابطہ عالَمِ اسلامی۔MUSLIM WORLD LEAGUE'' کے ہیڈ کوارٹر مکہ مکرمہ میں منعقد متعدد اجلاسوں میں یہ موضوع زیر بحث آیا لیکن اب تک اس پر کوئی متفقہ قرارداد نہیں صادر ہوسکی؛ چنانچہ مختلف ممالک میں کہیں ایک دن اور کہیں دو یا تین دن آگے پیچھے روزہ کی ابتداء وانتہاء ہوتی ہے اور عید منائی جاتی ہے، یہی حال عیدِ قربان کا بھی ہوتا ہے۔

روزہ کی ابتداء وانتہاء کے تعلق سے جو صحیح احادیث مروی ہیں اگر ان کے سیاق وسباق اور ان کی مناسبتِ ورود کے تناظر سے تشریح کی جائے تو دنیا کے تمام ممالک میں ایک ہی دن روزہ کی ابتداء اور ایک ہی دن انتہاء کرنے میں اور ایک ہی دن عید منانے میں کوئی دشواری محسوس نہیں ہوگی۔ ہم سے پہلے لوگوں نے ان اعمال کو مختلف ایام میں انجام دیا، اللہ اُنھیں اُن کے اعمال کے مطابق ثواب دیگا اور آج اگر مسلمانوں کے یہ شعائر عالمی انداز سے متحدہ طور پر انجام دیئے جائیں تو اللہ ہمیں بھی۔ ان شاء اللہ۔ اِس کے مطابق ثواب دیگا۔ اس سلسلے میں فاجتهد فأصاب فله أجران ...والی حدیث پر بھی نظر رہنی چاہئے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اجتماعی کام کو متحدہ طور پر انجام دینے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

☆☆☆

رؤیتِ ہلال

اسلامی مواسم، اُعیاد وتقاریب ، جیسے ایامِ حج ، رمضان کے روزے ، یومِ عرفہ کا روزہ ، یومِ عاشوراء کا روزہ ، عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی تعیین اسلامی نقطہ نظر سے قمری ماہ کی رؤیتِ ہلال پر موقوف ہے، اگر بدلی چھائی ہوئی ہو تو رواں ماہ کے تیس دن کی تکمیل رؤیتِ ہلال کے قائم مقام ہو سکتی ہے، یعنی اگر رواں ماہ کی (۲۹) ویں تاریخ کی شام کو بوقتِ مغرب آسمان پر بدلی چھائی رہنے کی وجہ سے چاند نظر نہ آئے تو رواں ماہ کے (۳۰) دن کی گنتی پوری کر لینے کے بعد (خواہ ۳۰ ویں شام کو چاند نظر آئے یا نہ آئے) غروب کے بعد سے نئے ماہ کی پہلی رات شمار کی جائیگی، اگر یہ نیا ماہ رمضان کا ہو تو اُسی رات عشاء کے بعد تراویح پڑھی جائیگی اور صبح صادق سے روزہ رکھا جائیگا۔

قمری مہینے کی اہمیت

شریعتِ محمدیہ نے اسلامی مواسم واُعیاد کیلئے قمری مہینے کا اعتبار کیا ہے۔ چونکہ اسلامی فرائض و واجبات دنیا کے تمام مکلّف مسلمانوں کیلئے ہیں اسلئے اسلامی مواسم واُعیاد کو اللہ تعالیٰ نے قمری مہینے سے مربوط کر کے دنیا کے تمام مسلمانوں کے ساتھ اِنصاف ورحمت کا برتاؤ کیا ہے۔

سال دو قسم کے ہوتے ہیں: شمسی اور قمری اور ہر قسم کے سال کی کچھ اپنی خصوصیات ہیں۔ مثلاً شمسی سال ۳۶۵ دن کا ہوتا ہے جبکہ قمری سال ۳۵۵ اور کبھی ۳۵۶ دن کا ہوتا ہے۔ شمسی سال کے ماہ جنوری سے دسمبر تک ہر ایک مہینہ ہمیشہ اپنے مخصوص وقت وموسم یا سیزن پر آتا ہے، جنوری و دسمبر کے مہینے ہمیشہ سردی کے موسم میں آتے ہیں جس میں دن چھوٹے ہوتے ہیں جبکہ مئی، جون و جولائی کے مہینے ہمیشہ گرمی کے موسم میں آتے ہیں جبکہ اس موسم میں دن بڑے ہوتے ہیں یہاں تک کہ کبھی دن ۱۴ گھنٹے کا ہو جاتا ہے؛ لیکن قمری سال کے مہینے محرم سے ذی الحجۃ تک کسی بھی مہینہ کا کوئی موسم یا سیزن مخصوص نہیں ہے۔ چونکہ قمری سال کے دن کی تعداد شمسی سال سے (۱۰) دن کم ہے اسلئے قمری سال شمسی سال سے دس

دن پہلے ختم ہو کر نیا سال دس دن پہلے شروع ہو جاتا ہے اور اس طرح ہر قمری سال شمسی سال سے ۱۰ دن آگے بڑھتا رہتا ہے؛ اسلئے قمری سال کا ہر ایک مہینہ چند سالوں میں باری باری ہر ایک سیزن میں آتا رہتا ہے۔

اگر اسلامی فرائض وأعیاد شمسی سال کے کسی مہینہ مثلاً دسمبر یا جنوری سے مربوط کئے جاتے تو ہر سال فریضہ روزہ وأعیاد ایک ہی مخصوص سیزن میں آتے جس سے مسلمانانِ ممالکِ شمالِ خطِ استوا ہمیشہ سردی کے چھوٹے دن اور ٹھنڈک کی سہولت سے محظوظ ہوتے؛ لیکن اُسی مہینے میں جنوبی خطّے کے ممالک کے مسلمان روزے کی ادائیگی میں ہمیشہ بڑے دن اور گرمی کی مشقتیں جھیلتے رہتے؛ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے تمام بندوں کے ساتھ سہولت ومشقت میں مساوات وبرابری کے برتاؤ کرتے ہوئے ان واجبات وأعیاد کی اُدائیگی کو قمری سال کے مہینوں سے مربوط کیا جو دنیا کے تمام ممالک میں سال کے ہر سیزن میں آتے رہتے ہیں۔ یہ مساوات وبرابری اللہ کی طرف سے بندوں پر اتنی بڑی رحمت ہے کہ جس کیلئے ہم اللہ کا جتنا بھی شکر ادا کریں کم ہے۔

تمام ممالک کے اسلامی أعیاد ومواسم کی تاریخوں پر اتحاد پیدا کرنے کیلئے علمائے عالمِ اسلام کی مسلسل کوششیں

اس سلسلے میں رابطہ عالمِ اسلامی مکہ مکرمہ کے اجلاس میں وقتاً فوقتاً تحقیقی بحثیں ہوتی رہتی ہیں۔ رابطہ عالمِ اسلامی کے نمائندہ جریدۃ ''العالَم الاسلامی'' میں مورخہ ۱۵/۱/۱۱ ۱۴۱ھ مطابق ۲۰/۶/۱۹۹۴ء کو اسی موضوع پر عالمی شہرت یافتہ علمائے أفاضل کی آراء شائع کئی گئی تھیں، جن میں ڈاکٹر عبد الفتاح جلال رئیس قسم البحوث الاسلامیۃ الشمسیۃ والجیو فیزقیۃ، اور ڈاکٹر عادل عبدالقادر عبدالوھاب صاحب نظریۃ الحساب الفلکیۃ التجمیعیۃ نے عالمِ اسلام میں أعیاد ومواسم اسلامیہ کی تاریخوں میں وحدت ثابت کرنے کی کوشش کی؛ لیکن شیخ محمد متولی شعراوی، شیخ جاد الحق علی جاد الحق شیخ الازھر، ڈاکٹر حسینی ھاشم أستاذ التفسیر جامع أزھر نے اس رائے کی مخالفت کی جبکہ ڈاکٹر محمد سید طنطاوی مفتی دیارِ مصر نے اس مسئلہ کو

اجتہادی مسئلہ کہہ کر اکتفاء کیا۔

علماءِ مذکورین میں سے ہر ایک نے اپنی صوابدید کے مطابق اپنی رائے کا اظہار فرمایا، ان میں سے کسی کی رائے کی کوئی تنقیص نہیں کیجا سکتی؛ کیونکہ کسی بھی جانب نصِ صریح موجود نہیں اور اسلام جیسی رواداری شریعت نے اس قسم کے موضوع پر بحث وتحقیق کا ہر اُس شخص کو حق دیا ہے جسے اس سلسلے میں دلچسپی وجانکاری ہو۔ مجھے ان آراء میں سے فاضل ڈاکٹر محمد سید طنطاوی کا یہ موقف بہت اچھا لگا کہ انھوں نے اس موضوع کو اجتہادی مسئلہ قرار دیا۔ میں اُن کا شکر گزار ہوں کہ انھوں نے علماءِ عصرِ حاضر پر اجتہاد کا دروازہ مسدود قرار نہیں دیا جیسا کہ اس زمانے کے بعض علماء اس کی رٹ لگاتے رہتے ہیں۔

شرعی تقاضا اور عصری تقاضا

بہر حال، کسی بھی اجتہاد کیلئے ضروری ہے کہ وہ کسی مذہبی عصبیت کے بغیر کتاب اللہ وسنتِ صحیحہ کی روشنی میں ہو۔ جب مسلمانوں کے سامنے شریعت کا کوئی خاص تقاضیٰ موجود ہو اور اس کے ساتھ ساتھ عصرِ حاضر کا بھی کوئی خاص تقاضیٰ ہو تو جو اجتہاد زمانے کے ایسے تقاضے کو اختیار کریگا جس سے شریعت کے تقاضے کا ترک کرنا لازم آئے تو ایسے اجتہاد کو لازمی طور پر ہمیشہ کیلئے مردود سمجھا جائیگا؛ لیکن وہ اجتہاد جو دونوں تقاضوں کے درمیان تطبیق پیدا کر کے دونوں پر عمل کرنے کی صورت نکالے گا، ایسے اجتہاد کو ہم پسند کرینگے اور قبول بھی کرینگے۔

مثلاً: شریعت کا تقاضیٰ ہے کہ روزہ ماہِ رمضان کی پہلی تاریخ سے شروع کیا جائے، اس کیلئے ضروری ہے کہ صبح صادق کے وجوبِ امساک کے وقت سے امساک کیا جائے؛ جبکہ عصرِ حاضر کا تقاضیٰ ہے کہ ماہِ رمضان کی ابتداء وانتہاء اور عیدین کی ادائیگی ودیگر مواسم اسلامیہ کے دن کی تعیین میں پورے عالمِ اسلام کے مسلمانوں میں اتحاد پایا جائے؛ جبکہ آج کی دنیا چند سکینڈ ومنٹ میں ہر جگہ خبر پہونچانے کی سہولت مہیا کرتی ہے۔

اس قسم کے وسائل کی موجودگی میں مسلمانوں کو زیب نہیں دیتا کہ اسلامی تہوار ومواسم کی تقریبیں مختلف ممالک میں مختلف دن منائیں؛ بلکہ کبھی ایک ہی ملک میں؛ بلکہ ایک ہی شہر میں مختلف دنوں میں یہ تقریبیں منا کر، دنیا کے سامنے اسلامی وحدت کی شبیہ کو ہم تفرق وتشتت کی بُری شکل میں پیش کرتے ہیں۔

شرعی وعصری تقاضوں کے درمیان تطبیق

اگر ہم عصرِ حاضر کے تقاضے پراس طرح عمل کریں کہ مرکزِ اسلام مکہ مکرمہ کے معتبر قمری ماہ کی پہلی تاریخ کو تمام مسلم ممالک اپنے یہاں پہلی تاریخ قرار دیں تو اُس تاریخ میں اَقصیٰ جاپان وکوریا میں بھی شریعت کے تقاضے کے مطابق عمل ممکن ہو جائیگا؛ کیونکہ یہ دونوں ممالک بھی رات کے ایک طویل جزء، تین چار گھنٹے کی مدت تک چاند کی پہلی تاریخ کا اعتبار کرنے والا مرکزِ اسلام مکہ مکرمہ کی رات کے ساتھ شریک ہو جاتے ہیں اور اُسی تاریخ کی رات میں آسانی کے ساتھ وجوبِ اِمساک وسحری کا وقت بھی پا جاتے ہیں؛ کیونکہ ان کے یہاں سے مغرب میں واقع مکہ مکرمہ کے چھ بجے شام کا وقت جاپان وکوریا میں تقریباً بارہ یا ایک بجے رات کے برابر ہوتا ہے، جس کا مطلب یہ ہوا کہ وہاں وجوبِ اِمساک سے قبل تین چار گھنٹے کی وسعت پائی جائیگی، یعنی اس طرح عمل کرنے سے شریعت کا تقاضا اورعصرِ حاضر میں اسلامی اعیاد ومواسم میں اتحاد کا تقاضا دونوں پر عمل ممکن ہو جاتا ہے؛ چنانچہ ہم ایسے اجتہاد کو پسند کرتے ہیں اور ہر ذمہ دار شخص سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ تعمیم قبولِ رؤیتِ ہلال کے مسئلہ کو اپنے یہاں نافذ کرے۔

اس حدیث کے معنیٰ کی صحت
عالمِ اسلام کی شمولیت پر ہی موقوف ہے

اس سلسلے میں ایک صحیح حدیث یوں آئی ہے جو تمام عالمِ اسلام کیلئے تعمیمِ رؤیتِ ہلال کے حق میں ایک مشعل راہ ہے:

عن أبي هريرة أن النبي ﷺ قال: الصوم يوم تصومون والفطر يوم تُفطرون، والأضحىٰ يوم تُضحّون. (حديث صحيح) ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (اہلِ مکہ کو خطاب کرتے ہوئے) فرمایا: روزہ ((تمام عالمِ اسلام میں، بشرطیکہ وہاں

رؤیتِ ہلال کی خبر یا بادل چھانے کی صورت میں شعبان کے تیس دن پورے ہو جانے کی خبر، وجوب اِمساک کے وقت سے قبل پہنچ جائے)) اُس دن شروع ہوگا جس دن تم لوگ (اے اہلِ مکہ) روزہ رکھنا شروع کروگے اور (اسی طرح تمام عالمِ اسلام میں) اُس دن سلسلۂ روزہ توڑ دیا جائے گا جس دن تم لوگ (اے اہلِ مکہ) روزہ کا اختتام کروگے، نیز تمام عالمِ اسلام میں) قربانی اُس دن کی جائے گی جس دن (دسویں ذی الحجہ تا آخری ایامِ تشریق) تم لوگ قربانی کروگے"۔(سنن الترمذی کتاب الصوم باب ما جاء فی " الصوم یوم تصومون ..." حدیث صحیح ہے جسکا نمبر ۶۹۷)

مذکورہ حدیث کے مذکورہ جامع ترجمہ یا اُس جامع تشریح کے بجائے اس کے سیاق وسباق سے آنکھیں بند کر کے اگر مجرد لفظی ترجمہ یوں کردیں کہ:

"روزہ اُس دن ہے جس دن تم لوگ روزہ رکھو گے اور روزہ کا اختتام اُس دن ہے جس دن تم لوگ روزہ ختم کروگے اور قُربانی اُس دن ہے جس دن تم لوگ قربانی کروگے"

تو اس سے حدیث کا صحیح مفہوم واضح نہیں ہوتا؛ بلکہ اُس کا معنیٰ ہی صحیح نہیں ہوتا؛ کیونکہ حدیث کے اس جملہ سے (روزہ اُس دن ہے جس دن تم لوگ روزہ رکھو گے) کوئی فائدہ نہیں پہنچ رہا ہے، جیسے کوئی کہے کہ (جوانی اُس دن ہے جس دن تم جوان ہو جاؤ گے)، اس قسم کے جملوں سے کوئی فائدہ نہیں، ان سے دوسروں کو کوئی پیغام نہیں پہنچتا اور رسول اللہ ﷺ کا کوئی کلام بے فائدہ، بے مقصد اور بے فیض نہیں ہوتا۔

چنانچہ حدیث کے اُسی جملہ کا جب ہم اُس کے سیاق وسباق کی روشنی میں یوں ترجمہ کرتے ہیں کہ (آپ ﷺ نے اہلِ مکہ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ روزہ ((تمام عالمِ اسلام میں)) اُس دن شروع ہوگا جس دن تم لوگ، اے اہلِ مکہ ! روزہ رکھنا شروع کروگے) اس سے جملہ کا فائدہ واضح ہوتا ہے اور اس میں دوسروں کیلئے ایک پیغام موجود ہے؛ اسلئے یہ کہنا معقول ہے کہ اس حدیث کے معنیٰ کی صحت، پورے عالم اسلام کی شمولیت پر ہی موقوف ہے۔

اس تطبیقی مثال ودلیل کے بعد مجھے خوشی ہوگی کہ میں ڈاکٹر عبدالفتاح جلال شاکر اور ڈاکٹر عادل عبدالقادر عبدالوہاب حفظہما اللہ کی رائے کی تائید کروں اور ساتھ ہی میں اُس رائے کی بھی تائید کرتا ہوں جو اس سے قبل فضیلۃ الشیخ العلامۃ احمد محمد شاکر نے اس سلسلے میں کتابی شکل میں بنام "أوال الشهور العربية هل يجوز إثباتها بالحساب الفلكي ؟ شائع کی تھی۔

ہفتہ وار عید پوری دنیا میں ایک ہی دن منانے پر اتفاق ہے

تو سالانہ عید ایک ہی دن منانے میں اختلاف کیوں؟

جب ہم ہفتہ وار چھوٹی عید (جمعہ) میں اختلاف نہیں کرتے؛ بلکہ تمام اُقطارِ عالم میں یہ چھوٹی عید ایک ہی دن پڑھتے ہیں تو ہمارے لئے کیوں جائز نہیں ہوگا کہ ہم بڑی سالانہ عید بھی تمام اُقطارِ عالم میں ایک ہی دن پڑھیں؟ جب یہ چھوٹی عید اختلافِ مطالع کی وجہ سے بعض ممالک میں مقدم اور بعض میں مؤخر ادا کرنے کے باوجود اُسے ایک ہی دن انجام دینا ہم پر واجب ہے تو سالانہ بڑی عید ہم بعض ممالک میں حسبِ اختلافِ مطالع مقدّم یا مؤخر پورے عالم میں ایک ہی دن کیوں نہ پڑھیں؟ بلکہ ہمیں بغیر کسی تحرج اور بغیر کسی شور وغوغاء کے یہ سالانہ عید بھی تمام ممالک میں ایک ہی دن پڑھنا چاہئے؛ کیونکہ تمام اسلامی ممالک چند گھنٹوں تک مکہ مکرمہ کے ساتھ اُس کی چاندرات میں شریک رہتے ہیں خواہ انھوں نے چاند نہ دیکھا ہو۔

کسی کے دماغ میں شاید یہ شبہ ابھرتا ہوگا مکہ مکرمہ کی رؤیتِ ہلال دنیا کے انتہائی مشرق میں کیسے ثابت کیجا سکتی ہے؟ لیکن یہ شبہ اس صحیح حدیث ''صوموا لرؤيته و أفطروا لرؤيته'' سے دور ہوسکتا ہے؛ کیونکہ حدیث کا یہ حکم کسی ایک شہر یا ایک ملک کیلئے نہیں؛ بلکہ یہ حکم سبھی ممالک کیلئے ہے اور اس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ کسی ایک ملک کے مؤمن باشندے کی رؤیت دوسرے ممالک کے باشندوں کیلئے قبول کرنا اور اس کے مطابق عمل کرنا ضروری ہے بشرطیکہ اس رؤیت کے اثبات کی خبر وجوبِ اِمساک کے وقت سے پہلے پہنچ جائے؛ کیونکہ حدیث کا لفظ "صوموا''، جمع کے صیغہ کے ذریعہ رسول اللہ ﷺ نے جس طرح دنیا کے تمام مسلم افراد کو مخاطب کیا ہے اُسی طرح تمام مسلم ممالک کو بھی مخاطب فرمایا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے خود ہی عمل کرکے دکھادیا کہ سب مخاطب ہونے کے باوجود بشرطِ ایمان کسی فردِ واحد کی رؤیت قبول کرکے کسی شرعی واجب پر متحد ہوکر عمل کیا جائیگا، جیسا کہ خود رسول اللہ ﷺ نے عمل کیا اور کرایا۔

رسول اللہ ﷺ کے اس فردِ واحد کی روئیت قبول کرنے میں اور اُسے دربارِ رسالت سے سرکاری طور پر اعلان کرانے میں ایسی تعمیم ہے کہ اس کی کوئی تخصیص بعد میں رسول اللہ ﷺ کی کسی حدیث

میں وارد نہیں ہوئی؛ بلکہ اس انداز کی ہر حدیث میں رؤیت کی تعمیم ہی ثابت ہوتی ہے۔

چنانچہ مذکورہ حدیث کی رو سے جس طرح دنیا کے تمام مسلم افراد مخاطب ہونے کے باوجود بشرطِ ایمان کسی فردِ واحد مسلم شخص کی رؤیت پر باقی تمام مسلم افراد کو عمل کرنا واجب ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں ہوا ٹھیک اُسی طرح اُسی حدیث کی رو سے دنیا کے تمام مسلم ممالک مخاطب ہونے کے باوجود، بشرطِ ایمان کسی ایک مسلم ملک کی رؤیت پر باقی تمام مسلم ممالک کو عمل کرنا واجب ہے۔

لہذا ضروری ہے کہ سارے مسلمانانِ عالم مکہ مکرمہ کو اپنا دینی مرکز مانیں اور مکہ مکرمہ کی رؤیتِ ہلال کمیٹی کے فیصلے اور اس کے نئے قمری ماہ شروع کرنے کے اعلان کو شرعی اعلان تسلیم کریں، یعنی (جب) اس کمیٹی کا کوئی رکن رواں قمری ماہ کی (۲۹) ویں شام کو نیا قمری ماہ کی پہلی رات کا چاند دیکھ لے یا قرب و جوار کے مسلم ملک میں اُسی شام چاند نظر آجانے کی خبر کی اُس کمیٹی کی طرف سے تصدیق ہوجائے اور اُسی کی طرف سے نیا ماہ شروع ہونے کا بذریعہ ریڈیو/ٹیلیویژن اعلان ہوجائے (یا) اُس شام آسمان اَبر آلود ہونے کی وجہ سے کہیں بھی چاند نظر نہ آنے کی صورت میں دوسرے دن رواں قمری ماہ کی (۳۰) تاریخ مکمل ہونے کا اعلان کیا جائے (تو) ضروری ہے کہ دنیا کے تمام مسلمان اور تمام مسلم ممالک اُس اعلان کو شرعی اعلان مان کر اُسے اپنے یہاں نافذ کریں۔

کبھی وسائل کی بنیاد پر بھی کوئی چیز واجب ہوجاتی ہے

جب کسی ملک کے استثناء کے بغیر، رسول اللہ ﷺ نے دوسرے کی رؤیت قبول فرمائی ہے تو اِس قبولِ رؤیت کے عمل کی بنیاد پر آج بھی کسی ایک مسلم ملک کے کسی مؤمن کی رؤیتِ ہلال کو مرکزِ اسلام مکہ مکرمہ کی تصدیق و اعلان پر تمام عالَمِ اسلام میں قبول کیا جانا چاہئے؛ خاصکر جبکہ آج دنیا کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک خبر پہنچنے کے تیز رفتار وسائل موجود ہیں جس سے رؤیتِ ہلال کی خبر ایک ہی دن تمام ممالک میں چند منٹ میں پہنچ جاتی ہے؛ لہذا ایک ہی دن روزہ شروع کرنا تمام ممالک پر واجب ہے۔ سابق زمانے میں یہ وسائل نہیں تھے اس لئے یہ اتحاد بھی اُن پر واجب نہیں تھا۔

یہ بات اس مثال سے اچھی طرح سمجھی جاسکتی ہے کہ اگر مکہ مکرمہ کا کوئی باشندہ کسی کام سے نجد گیا ہوا ہے، اگر وہ مکہ واپسی سفر کیلئے آج پیر کے دن ہوائی جہاز سے صبح روانہ ہوتا ہے اور دو ڈھائی گھنٹے

میں وہ مکہ مکرمہ پہنچ جاتا ہے تو آج پیر کے دن ظہر وعصر اور اس کے بعد والی نمازیں پوری پڑھنا یعنی اِتمام کرنا اُس پر واجب ہے؛ کیونکہ تیز رفتار وسائل کے ذریعہ وہ آج ہی ظہر سے قبل اپنے شہر پہنچ گیا اور اپنے شہر میں ہونے کے ناطے اُسے نماز اِتمام پڑھنی ہوگی، قصر نہیں پڑھ سکتا؛ لیکن سابق زمانے میں مکہ مکرمہ کا ایک باشندہ نجد سے مکہ مکرمہ کا سفر شروع کرتا تھا تو ہفتہ سے بھی زیادہ دنوں میں یہ سفر طے کر کے مکہ مکرمہ پہنچ سکتا تھا اور سفر کے ان تمام دنوں میں نمازوں کا اِتمام پڑھنا اُس پر واجب نہیں ہوتا تھا؛ لیکن تیز رفتار وسائل کے ذریعہ وہ ان نمازوں کے وقت سے قبل اپنے شہر پہنچ جانے کی وجہ سے ان نمازوں کا اتمام اُس پر واجب ہو جائیگا۔

قمری مہینوں کے پہلے دن کے اتحاد کو تمام اسلامی ممالک میں عام کرنے کیلئے بہت زیادہ مناسب ہے کہ نومولود پر وجوبِ زکات الفطر کی حدیث کو بطور استئناس سامنے رکھا جائے۔ حدیث میں آیا ہے کہ عید الفطر کے دن صبح صادق سے قبل جو بچہ پیدا ہوا اس پر بھی زکات الفطر واجب ہے؛ حالانکہ اس بچے نے ماہ رمضان کا کوئی دن بھی نہیں پایا اور نہ رات؛ جبکہ انڈونیشیا یا جاپان نے مرکزِ اسلام مکہ مکرمہ کی پہلی چاندرات کو پالیا اور چار پانچ گھنٹے اُس مرکز مکہ مکرمہ کی چاندرات کے ساتھ شریک بھی رہے اور باعث تعمیم وجوبِ قبول رؤیت ہلال ان ممالک میں بدرجہ اتم موجود ہے بنسبت نومولود کے باعث تعمیم وجوب زکات الفطر کے۔

رؤیتِ ہلال پر علمائے مجتہدین ومحدثین کی آراء

ایک ملک کی رؤیتِ ہلال دیگر تمام ممالک میں قابلِ قبول ہونے کی موافقت میں مصر کے چند علماء کی آراء اس کتابچہ کے شروع ہی میں آپ کی نظر سے گزر چکی ہیں۔ اب یہاں درجِ ذیل مزید فقہاء اور محدثین کی آراء پیش کی جارہی ہیں:

(۱) جمہور فقہاء و مجتہدین اس بات کی طرف گئے ہیں کہ ایک ملک کی رؤیتِ ہلال دیگر ممالک میں قبول کی جائیگی: امام شافعی رحمہ اللہ یہ رؤیت صرف چاند دیکھنے والا ملک اور اس کے قریب ممالک میں قبول ہونے کے قائل ہیں؛ جبکہ امام مالک، امام ابوحنیفہ اور امام احمد رحمہم اللہ اسے مطلقاً تمام

ممالک میں قبول کئے جانے کے قائل ہیں؛ اسلئے کہ روزے کی ابتداء وانتہاء پر اختلافِ مطالع کا کوئی فرق نہیں پڑتا، (البتہ وجوبِ اِمساک وافطار کے وقت میں ہر ملک کے اختلاف مطالع کا اعتبار ہوگا، جس کی وجہ سے اس طبیعی فرق کا لحاظ کرتے ہوئے مختلف ممالک میں اِمساک وافطار مقدم یا مؤخر کیا جائیگا، ٹھیک اُسی طرح جس طرح نماز کی ادائیگی مقدم یا مؤخر کی جاتی ہے)

(۲) علامہ شاہ ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''المسوی شرح الموطا'' میں ذکر کیا ہے کہ ''الأقوی عند الشافعي: يلزم حكم البلد القريب دون البعيد، و عند أبي حنيفة: يلزم مطلقاً ... امام شافعی رحمہ اللہ رؤیتِ ہلال کو صرف چاند دیکھنے والے ملک اور اس سے قریب کے ممالک میں لازمی طور پر قبول کئے جانے کے قائل ہیں؛ لیکن امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تو ایک ملک کی رؤیتِ ہلال کو دیگر تمام ممالک میں عمومی و لازمی طور پر قبول کیئے جانے کے قائل ہیں (اگر اس کی خبر دیگر ممالک میں مناسب وقت پر پہنچ جائے)

(۳) شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ اپنی کتاب "الفتاوی" ج ۲۵ ص ۱۰۵ پر رقمطراز ہیں کہ "فالصواب في هذا - والله أعلم - ما دلّ عليه قوله ﷺ "صومكم يوم تصومون و فطركم يوم تُفطرون و أضحاكم يوم تُضحّون" فإذا شهد شاهد ليلة الثلاثين من شعبان (أي مساء ۲۹ من شعبان) أنه رآه، بمكان من الأمكنة قريب أو بعيد، وجب الصوم" اس تعمیم رؤیت کے مسئلہ میں ۔ واللہ اعلم ۔ صحیح بات یہ ہے جس پر رسول اللہ ﷺ کا یہ قول (تمہارا روزہ رکھنا جس دن تم روزہ رکھو گے (وہی دن پورے عالمِ اسلام کیلئے بھی روزہ رکھنے کا دن ہوگا)، تمہارا روزے کا اختتام کرنا جس دن تم سلسلۂ روزہ ختم کروگے (وہی دن تمام عالمِ اسلام کیلئے بھی روزے کے اختتام کا دن ہوگا) اور تمہارا قربانی کرنا جس دن تم قربانی کروگے (وہی تمام عالمِ اسلام کیلئے بھی قربانی کرنے کا دن ہوگا) دلالت کرتا ہے؛ چنانچہ جب کوئی گواہی دے کہ اُس نے ۳۰ شعبان کی رات کو (یعنی ۲۹ شعبان کی شام کو) قریب یا بعید (دنیا کی) کسی خطہ میں چاند دیکھا ہے تو دوسری صبح سے

(دنیا کے سبھی ممالک میں) روزہ رکھنا واجب ہو جائیگا (بشرطیکہ اس کی خبر دیگر ممالک میں مناسب وقت پر پہنچ جائے)۔

اور انھوں نے اپنی اسی کتاب کے ص ۱۰۳ پر لکھا ہے کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے بھی اس باب میں اُس دیہاتی وفد کی حدیث پر اعتماد کیا ہے جنھوں نے گزشتہ رات چاند دیکھا تھا؛ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے (ان کے ایمان کی تصدیق کے بعد) لوگوں کو روزہ توڑنے کا حکم دے دیا اور باوجود اس بات کے کہ وہ رؤیت دوسرے شہر میں ہوئی تھی جو قصر کی مسافت سے دور بھی نہ رہا ہوگا؛ لیکن رسول اللہ ﷺ ان کے بارے میں سوائے ایمان کے اور کوئی تفصیل طلب نہیں فرمائی۔

پھر انھوں نے اپنی اسی کتاب کے ص ۱۰۷ پر لکھا ہے کہ: "فالضابط أن مدار هذا الأمر علىٰ البلوغ (أی بلوغ خبر رؤیة الهلال) لقوله ﷺ "صوموا لرؤیته" فمن بلغه آنه رُؤی ثبت فی حقه من غیر تحدید مسافة أصلاً"... چنانچہ قاعدہ یہی ٹھہرا کہ روزہ شروع کرنے کا دارومدار رؤیتِ ہلال کی صحیح خبر پہنچنے پر ہے؛ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "صوموا لرؤیته" یعنی ہلال کی رؤیت پر (یا اُس کی خبر) ثابت ہونے پر تم لوگ روزہ رکھو؛ لہذا جسے (یا جس ملک کو) صحیح خبر پہنچ گئی کہ چاند نظر آ گیا تو کسی مسافت کی تحدید کے لحاظ کیئے بغیر، اُس کے (اور اُس ملک کے باشندوں کے) حق میں چاند ثابت ہو گیا، یعنی پورے ماہ کا روزہ اُس پر (اور اُس ملک کے باشندوں پر) واجب ہو گیا؛ چنانچہ جب امساک کا وقت شروع ہوگا تو اُن پر امساک واجب ہو جائیگا۔

(۴) الشیخ الامام محمد الشوکانی اپنی کتاب "نیل الاوطار" جزء۴ کے ص ۱۹۵ پر لکھتے ہیں:
والأمر الکائن من رسول الله ﷺ و ما أخرجه الشیخان و غیرهما بلفظ "لاتصوموا حتىٰ تروا الهلال و تفطروا حتىٰ تروه، فإن غُمَّ علیکم فاکمِلوا العدَّة ثلاثین" و هذا لا یختص بأهل ناحیة علىٰ جهة الانفراد؛ بل هو خطاب لکل من یصلح له من المسلمین، فالاستدلال به علىٰ لزوم رؤیة أهل بلد لغیرهم من أهل البلاد

أظهر ...من عدم اللزوم؛ لأنه اذا رآه أهل بلد فقد رآه المسلمون فيلزم غيرهم ما لزمهم ... اور وہ حکم جو رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے جسے بخاری و مسلم اور دیگر محدّثین نے اپنی اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے یہ ہے کہ تم لوگ روزہ نہ رکھو یہاں تک کہ چاند دیکھ لو اور سلسلۂ روزہ بھی نہ توڑو یہاں تک کہ چاند دیکھ لو؛ لیکن اگر تم پر آسمان ابر آلود ہو (جس کی وجہ سے تم رواں ماہ کی ۲۹ تاریخ میں چاند نہ دیکھ پاؤ) تو تم رواں ماہ کے ۳۰ دن پورے کرلو" یہ حکم انفرادی طور پر کسی شہر والوں کے ساتھ مخصوص نہیں ہے؛ بلکہ یہ خطاب تمام مسلمانوں پر منطبق ہوتا ہے (خواہ وہ دنیا کے کسی خطے میں ہوں)؛ لہذا اس حدیث کے ذریعہ کسی ایک ملک والے کی رؤیت کا دیگر ممالک والوں کیلئے لازم ہونے پر استدلال کرنا زیادہ واضح ہے بنسبت عدم لزوم کے؛ کیونکہ جب ایک ملک والوں نے چاند دیکھ لیا تو (گویا) دیگر ممالک کے تمام مسلمانوں نے اسے دیکھ لیا؛ چنانچہ دیگر ممالک کے مسلمانوں پر بھی وہی چیز لازم آئیگی جو چیز چاند دیکھنے والے ملک کے مسلمانوں پر لازم آئیگی۔

(۵) علامہ شیخ صدیق حسن خان رحمہ اللہ نے اپنی کتاب " الروضة الندية" میں تحریر فرمایا ہے کہ "(اذا رآه أهل بلد لزم سائرَ البلاد الموافقةُ) وجهه الأحاديث المصرّحة بالصيام لرؤيته والافطارِ لرؤيته، و هى خطاب لجميع الأمّة، فمن رآه منهم فى أىّ مكان، كان ذلك رؤيةً لجميعهم" ... جب کسی ملک کے باشندے چاند دیکھ لینگے تو تمام ممالک پر اس رؤیت کو مان لینا لازمی ہوگا، اس کی دلیل وہ اَحادیث ہیں جو چاند دیکھ کر روزہ رکھنے اور چاند دیکھ کر سلسلۂ روزہ توڑ دینے کی صراحت کررہی ہیں؛ درآں حالیکہ وہ احادیث تمام امت کو خطاب کررہی ہیں۔ چنانچہ امت کے تمام افراد میں سے کوئی بھی، خواہ وہ کہیں بھی ہو، اُس کی وہ رؤیت اُمت کے تمام لوگوں کیلئے رؤیت قرار پائیگی۔

(٦) علامہ شیخ اَحمد محمد شاکر مفتی دیارِ مصر نے اپنی کتاب "أوائل الشهور العربية هل يجوز إثباتها بالحساب الفلكى ؟" میں فرمایا: "والعمده فى هذا الباب الأحاديث

الصحيحة التی لا شک فی صحتها و هی :

'صوموا لرؤيته وأفطروا لرؤيته، فإن غُمّ عليكم فأكملوا عدة شعبان ثلاثين'

''لاتصوموا حتیٰ تروا الهلال و لا تفطروا حتیٰ تروه، فإن غُمَّ عليكم فاقدروا له''

''و ما جاء فی هذا المعنیٰ من الفاظ الأحاديث الصحيحة الأخریٰ''

ولكن هذه الأحاديث لا تنفی الاعتماد علیٰ الحساب؛ بل تجيز ذلک لقوله عليه السلام : ''فاقدروا له '' و كذلک ''فأكملوا عدّة شعبان ثلاثين''

اس باب میں چند اہم احادیث، جن کے صحیح ہونے میں کوئی شبہ نہیں، یہ ہیں:

''تم لوگ چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر افطار کرو یعنی سلسلۂ روزہ ختم کرو؛ لیکن اگر تم پر آسمانی بادل چھایا رہے (جس سے تم شعبان کی ۲۹ تاریخ کو چاند نہ دیکھ سکو) تو شعبان کے ۳۰ دن کی گنتی پوری کرلو ''

''تم روزہ نہ رکھو یہاں تک کہ چاند دیکھ لو اور روزہ کا سلسلہ ختم نہ کرو یہاں تک کہ تم چاند دیکھ لو؛ لیکن اگر تم پر آسمان ابرآلود رہے تو حساب کے ذریعہ چاند کا اندازہ کرلو''

(اسی معنیٰ میں دیگر چند صحیح احادیث کے الفاظ بھی آئے ہیں)

لیکن یہ احادیث حساب پر اعتماد کرنے کی نفی نہیں کرتیں؛ بلکہ اس کی اجازت دیتی ہیں؛ کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا یہ قول " فاقدروا له" اور اسیطرح 'فأكملوا عدة شعبان ثلاثين''، اُس حساب پر دلالت کرتا ہے، جس کا مفہوم یہ بھی ہے کہ اے مسلمانو ! جب تمہیں چاند نظر نہ آئے تو تم منازلِ قمر کے حساب کا اندازہ کرلو اور مہینے کے دن کی گنتی کی طرف رجوع کرو، پس تیس دن مکمل کر کے تم جاری مہینہ ختم کردو اور دوسرے ہی دن سے پورے عالمِ اسلام میں نیا مہینہ شروع کردو۔

فالبديهی الذی لا يحتاج الیٰ دليل أن أوائل الشهور العربية لا تختلف

باختلاف الأقطار و ابتعاد بعضها عن البعض و ان اختلفت مطالع القمر ، فيطلع الهلال في يوم واحد في بلاد العالم؛ و لكن يظهر في كل بلد بالترتيب و التدريج في يوم واحد حسب اختلاف المطالع الطبيعي و بسبب ذلک الاختلاف لا يختلف اليوم و التاريخ.

پس یہ ایک بدیہی بات ہے جو کسی دلیل کی محتاج نہیں کہ وہ ممالک جو ایک دوسرے سے دور ہیں، مطالع قمر کے اختلاف کے باوجود ان ممالک میں قمری مہینوں کی پہلی تاریخوں میں کوئی اختلاف نہیں ہوتا۔ چنانچہ پہلی رات کا چاند دنیا کے تمام ممالک پر سے ایک ہی تاریخ میں گزرتا ہے؛ لیکن ہر ایک ملک میں مطالع کے طبیعی اختلاف کے مطابق ترتیب و تدریج کے ساتھ کہیں قدرے مقدم اور کہیں قدرے موخر ظاہر ہوتا ہے؛ تاہم اس کے سبب ان ممالک میں تاریخ و دن میں کوئی اختلاف نہیں ہوتا۔

پہلی قمری تاریخ کیلئے کس شہر اعتبار ہو ؟

والأمر الآخر الدقيق عندى أنه هل يجب اعتبار أول الشهر من أية نقطة من الأرض بدون أىّ تعيين اذا غاب فيها القمر بعد الشمس، أو يجب أن تكون نقطة معيّنة يرجع اليها جميع العالم الاسلامى لبدء أول يوم من الشهر عندهم ؟

فالذى أرآه و أرجّحه هو أنه يجب الرجوع الىٰ نقطة واحدة معيّنة فى ذلک كما أشير الىٰ ذلک فى أصلى الشريعة . الكتاب والسنة. و تلک النقطة هى (مكة) المكرمة التى يتوجّه اليها جميع مسلمى العالم كل يوم فى صلواتهم الخمس.

میرے نزدیک ایک اور دقیق نکتہ یہ ہے کہ جب سورج کے غروب کے بعد چاند غائب ہو جائے تو کیا نئے مہینے کی پہلی تاریخ و پہلا دن، کسی شہر کی تعیین کے بغیر، دنیا کے کسی بھی نقطہ سے اعتبار کرنا واجب ہے یا کوئی ایک شہر کو معیّن کرنا واجب ہے جس کی طرف تمام عالمِ اسلام اپنے یہاں مہینے کا پہلا دن شروع کرنے کیلئے رجوع کریں ؟

چنانچہ میری رائے، جسے میں ترجیح دیتا ہوں، یہ ہے کہ اس کیلئے ایک معیّن شہر کی طرف رجوع کرنا واجب ہے، جس کی طرف شریعت کے دونوں اصول ''کتاب وسنت'' اشارہ کر رہے ہیں اور وہ شہر (مکہ) مکرمہ ہے جس کی طرف منہ کر کے دنیا کے تمام مسلمان روزانہ اپنی پانچوں نمازیں پڑھتے ہیں۔

اصلِ اول کی رہنمائی:

فکتاب الله، فانظر فيه الىٰ قوله تعالىٰ ''يَسْأَلُوْنَكَ عَنِ الاَهِلَّةِ، قُلْ هِيَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَ الْحَجِّ'' (سورة البقرة ۲/ ۸۵) قد أرشد الله الناس فيها الىٰ فائدة اختلاف منازل القمر وتغيّر الأهلة فى الزيادة والنقصان بأنها للتوقيت لهم فى كل شؤونهم ولتوقيت أيام الحج بصفة خاصّة، فالّذى أر آه أن تخصيص الحجّ بالذكر فى هذا المقام بعد العموم انما هو اشارة دقيقة الىٰ أن يعتبروا أصل التوقيت الزمانى متّصلا بمكان واحد، مكان الحجّ، و هو (مكه) المكرمة.

پس کتاب اللہ میں اللہ تعالیٰ کے اس قول پر غور کیجئے'' يَسْأَلُوْنَكَ عَنِ الْأَهِلَّةِ، قُلْ هِيَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَ الْحَجِّ. ..لوگ آپ سے چاند کے گھٹنے بڑھنے کے بارے میں سوال کرتے ہیں، آپ کہہ دیجئے کہ چاند کا یہ گھٹنا بڑھنا لوگوں (کی عبادت) کے اوقات بتانے اور موسم حج کی تعیین کیلئے ہے...'' (سورۂ بقرہ ۲ آیت ۱۸۹) یہاں اللہ نے لوگوں کو منازلِ قمر کے بدلتے رہنے اور چاند کے گھٹنے بڑھنے کی تغیر پذیری کے فائدے کی طرف رہنمائی کی ہے کہ چاند کا یہ تغیر لوگوں کے تمام معاملوں میں وقت (تاریخ) کی تعیین اور خاصکر ایامِ حج کی تعیین کیلئے ہے۔ اس سے مجھے معلوم ہوتا ہے کہ اس مقام پر وقت معلوم کرنے کی تعمیم کے بعد حج کی تخصیص بیان کرنے میں اس بات کی طرف ایک باریک اشارہ ہے کہ لوگ اصل تعیینِ زمانی کو (اصل تاریخ کو) صرف ایک جگہ یعنی حج کی جگہ (مکہ) مکرمہ سے ملا کر اور اُس سے ہم آہنگ بنا کر اس میں اتحاد برقرار رکھیں۔

اصلِ ثانی کی رہنمائی :

أما السنة، فقد روی الترمذی فی سننه عن أبی هريرة أن النبی ﷺ قال : الصوم يوم تصومون والفطر يوم تُفطرون، والأضحیٰ يوم تُضحّون. (حديث صحيح)

و قد روی آبو داؤد فی سننه ... عن أبی هريرة مرفوعاً فطركم يوم تُفطرون، وأضحاكم يوم تُضحّون ، و كل عرفة موقف، و كل منیٰ منحر، و كل فجاج مكة منحر، و كل جمع موقف. (حديث صحيح)

و روی الدارقطنی والبيهقی ... عن أبی هريرة موقوفاً قال : اِنما الشهر تسع و عشرون فلاتصوموا حتّیٰ تروا الهلال و لا تفطروا حتیٰ تروه، فإن غُمَّ عليكم فأكملوا العدّة ثلاثين، فطركم يوم تُفطرون، وأضحاكم يوم تُضحّون ، و كل عرفة موقف، و كل منیٰ منحر، و كل فجاج مكة منحر. (حديث صحيح)

وروىٰ البيهقی ... عن عائشة قالت : قال رسول الله ﷺ عرفة يوم يعرف الاِمام و الأضحیٰ يوم يُضحّی الاِمام والفطر يوم يُفطر الاِمام. (حديث صحيح)

فهذه الرواية المفسّرة تُعيِّن أن المراد بالمخاطبين فی الأحاديث المذكورة هو ... أهل مكه.

جہاں تک سنت کا تعلق ہے تو امام ترمذی نے اپنی سنن میں ....ابوھریرہؓ سے روایت کی ہے کہ نبی ﷺ نے (اہلِ مکہ کو مخاطب کرکے) فرمایا: ’’روزہ (تمام عالمِ اسلام میں، بشرطیکہ وہاں رؤیتِ ہلال کی خبر، یا بادل چھائے رہنے کی صورت میں شعبان کے ۳۰ دن پورے ہوجانے کی خبر، وجوبِ اِمساک کے وقت سے پہلے پہنچ جائے) اُس دن سے شروع کیا جائیگا جس دن تم لوگ (اۓ اہلِ مکہ) روزہ رکھنا شروع کروگے اور (تمام عالمِ اسلام میں) روزہ کا اختتام اُس دن کیا جائیگا جس دن تم لوگ روزے کا

اختتام کروگے اور (تمام عالمِ اسلام میں) قربانی بھی اُس دن کی جائیگی جس دن (۱۰ ذی الحجہ تا اَیامِ تشریق) تم لوگ قربانی کروگے'' (حدیث صحیح ہے)

ابوداؤد نے اپنی سنن میں ابوہریرہ سے بشکلِ مرفوع روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (اَہلِ مکہ کو خطاب کرتے ہوئے) فرمایا: ''تمہارے روزہ توڑنے کا دن یعنی جس دن تم لوگ روزہ توڑوگے (وہی دن پورے عالمِ اسلام کیلیئے روزہ توڑنے کا دن معتبر ہوگا) اور تمہاری قربانی کا دن یعنی جس دن تم لوگ قربانی کروگے (دس ذی الحجہ سے آخری ایامِ تشریق تک وہی دن پورے عالمِ اسلام کیلیئے بھی قربانی کے دن معتبر ہونگے)، پورا میدانِ عرفہ (نوویں ذی الحجہ کو طلوع سورج کے بعد سے غروب تک حج کا) موقف ہے اور پورا میدانِ منیٰ (دس ذی الحجہ سے آخری ایامِ تشریق تک) قربانی کرنے کی جگہ ہے اور مکہ کی تمام گلیاں بھی قربانی کرنے کی جگہیں ہیں اور (دسویں تاریخ کی رات کو نمازِ عشاء کے بعد سے نمازِ فجر تک) مزدلِفہ کا پورا میدان موقف ہے'' (حدیث صحیح ہے)

نیز دارقطنی اور بیہقی نے عثمان بن عُلَیہ اور عبدالوھاب ثقفی سے روایت کی ہے، انھوں نے ایوب سے، انھوں نے محمد بن منکدر سے اور انھوں نے ابوھریرہ سے بشکل موقوف و بخطاب اہلِ مکہ) روایت کی، فرمایا: ''قمری مہینے صرف تیس یا اُنتیس دن کے ہوتے ہیں، تم لوگ روزہ نہ رکھو یہاں تک کہ پہلی رات کا چاند دیکھ لو اور روزہ توڑو بھی نہیں یہاں تک کہ چاند دیکھ لو، لیکن اگر تم پر آسمانی بادل چھایا رہے تو تم (شعبان کے) تیس دن کی گنتی پوری کرلو، تمارے روزہ توڑنے کا دن یعنی جس دن (رؤیت یا گنتی کی بنیاد پر) تم لوگ روزہ توڑوگے (وہی دن پورے عالمِ اسلام کیلیئے روزہ توڑنے کا دن معتبر ہوگا) اور تمہاری قربانی کا دن یعنی جس دن (رؤیت یا گنتی کی بنیاد پر دس ذی الحجہ سے آخری ایامِ تشریق تک) تم لوگ قربانی کروگے (وہی دن پورے عالمِ اسلام کیلیئے قربانی کے دن معتبر ہونگے)، پورا میدانِ عرفہ (نوویں ذی الحجہ کو حج کا) موقف ہے اور پورا میدانِ منیٰ (دس ذی الحجہ سے آخری ایامِ تشریق تک) قربانی کرنے کی جگہ ہے اور مکہ کی تمام گلیاں بھی قربانی کرنے کی جگہیں ہیں'' (حدیث صحیح ہے)

بیہقی نے عائشہؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وقوفِ عرفہ اُس دن ہوگا جس دن اِمام وقوفِ عرفہ کریگا، قربانی اُس دن کی جائیگی جس دن اِمام قربانی کریگا اور روزہ اُس دن توڑا جائیگا جس دن اِمام روزہ توڑیگا''۔ (حدیث صحیح ہے)

پس یہ وضاحت والی روایت متعیّن کر دیتی ہے کہ سابق الذکر احادیث میں مخاطبین سے مراد وہ اِمام ہے جس کے ساتھ بہت سارے لوگ ہوں اور ایک ہی حدیث کی بہت سی روایتوں بلکہ اکثر روایتوں میں حج کا زمانہ اور اُس کے مقامات کا ذکر اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہ حدیث حجۃ الوداع سے متعلق ہے؛ کیونکہ نبی ﷺ لوگوں کو حج کی تعلیم دے رہے تھے اور اصل حدیث میں ان لوگوں کو خطاب تھا جو اَماکنِ حج میں تھے اور تمام اَماکنِ حج مکہ سے تعلق رکھتے ہیں؛ لہذا اُس حدیث میں خطاب اُن لوگوں کو تھا جو مکہ میں تھے یعنی وہ خطاب اہلِ مکہ کو تھا۔

حاصل کلام:

و بذلک نفهم أن معنىٰ هذه الأحاديث أن الصوم (أى بدء شهر رمضان فى جميع العالم الاسلامى) يكون من يوم يصوم فيه أهل مكة و من حولها، و أن الفطر (فى جميع العالم الاسلامى) يكون فى يوم يُفطر فيه أهل مكة و من حولها، و أن الأضحىٰ (فى جميع العالم الاسلامى) يكون فى يوم يُضحّى فيه أهل مكة و من حولها، و أن عرفة (أى وقوف عرفة لجميع حُجّاج العالم الاسلامى الحاضرين للحجّ) يكون فى يوم يعرف فيه أهل مكة و من حولها؛ فهذه الأماكن هى المعتمدة فى اثبات الأهلّة، و هى التى تتعيّن علىٰ المسلمين فى أقطار الأرض أن يتّبعوا مطالعها لاثبات الأهلّة، و يكون فيه اشارة دقيقة الىٰ فقه الحكمة و المعنىٰ فى تخصيص ذكر الحجّ بعد عموم المواقيت فى قوله تعالىٰ: "هى مواقيت للنّاس و الحجّ"

چنانچہ ہم اُن احادیث کے معنیٰ یہ سمجھتے ہیں کہ روزہ رکھنا (یعنی تمام عالمِ اسلام میں ماہ

رمضان کے روزہ رکھنے کی ابتداء) اُس دن سے ہوگی جس دن اہلِ مکہ اور اُس کے قرب وجوار والے روزے کی ابتداء کرینگے، سلسلۂ روزہ کا توڑنا (تمام عالمِ اسلام میں) اُس دن ہوگا جس دن اہلِ مکہ اور اُس کے قرب وجوار والے سلسلۂ روزہ توڑینگے، قربانی (تمام عالمِ اسلام میں) اُس دن کی جائیگی جس دن اہلِ مکہ اور اُس کے قرب وجوار والے قربانی کرینگے اور عرفہ (یعنی تمام عالمِ اسلام سے حج کیلئے مکہ مکرمہ پہنچے ہوئے حجاج کا وقوفِ عرفہ) اُس دن ہوگا جس دن اہلِ مکہ اور اُس کے قرب وجوار والے عرفہ جاکر وقوف کرینگے؛ کیونکہ پہلی رات کے چاند ثابت کرنے کیلئے انہیں اُم کن سے ملا ہوا شہرمکہ مکرمہ پر اعتماد کیا جائیگا اور یہی شہر اس بات کیلئے متعیّن سمجھا جائیگا کہ پہلی رات کے چاند کو ثابت کرنے کیلئے تمام اَقطارِ عالم کے مسلمان اسی شہر کے مَطالع کا اعتبار کریں۔ اس (طرح تعمیم رؤیت کے مسئلے پر عمل کرنے) میں ایک دقیق اشارہ یہ بھی ہوگا کہ اُس حکمت ومعنیٰ کو سمجھ لیا گیا ہے جو اللہ تعالیٰ کے اس قول (هِيَ مَوَاقِيتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ) میں مواقیت کے عموم کے بعد حج کے ذکر کی تخصیص میں پایا جاتا ہے۔

(۷) بلادِ شام کے محدّثِ عصر استاذی وشیخی علامہ محمد ناصرالدین اَلبانی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "تمام المنّة فی التعليق علىٰ فقه السنة" کے ص ۳۹۸ پر (رؤیت ہلال کی تعمیم کے سلسلے میں) صحیح حدیث کے عموم کو قابلِ اعتناء بتا کر اُسے جمہور کا مذہب قرار دیا، جسے بہت سارے علمائے محققین نے اختیار کیا، جیسے شیخ الاسلام ابن تیمیہ، امام شوکانی اور صدیق حسن خاں وغیرہ اور رؤیت ہلال کی اس تعمیم اور ابن عباسؓ کی حدیث کے درمیان تطبیق دیتے ہوئے فرمایا کہ ابن عباسؓ کی حدیث ایسے لوگوں کے بارے میں ہے جنھوں نے اپنے شہر کی رؤیت پر روزہ رکھنا شروع کیا اس کے بعد بیچ رمضان میں انھیں علم ہوا کہ دوسرے شہر میں ایک روز قبل چاند دیکھا گیا ہے، پس ایسی حالت میں یہ لوگ اپنے شہر والوں کے ساتھ اپنا روزہ جاری رکھتے ہوئے تیس دن پورے کرلیں یا چاند دیکھ کر روزہ توڑلیں۔ اس طرح اس خاص حالت میں ابن عباسؓ کی کُریب والی حدیث کا کوئی معارضہ باقی نہیں رہیگا۔

و يبقىٰ حديث أبى هريرة وغيره علىٰ عمومه يشمل كل من بلغه خبر رؤية

الهلال من أىّ بلد أو اقليم من غير تحديد مسافة أصلاً كما قال ابن تيمية فى الفتاوىٰ (۲۵/۷/۱۰) اورابو ہریرہ وغیرہ کی حدیث کا عموم بھی اپنی جگہ باقی رہیگا جو رؤیت ہلال کی خبر پانے والے سبھی لوگوں کو بغیر کسی تحدید مسافت کے شامل ہوگا، خواہ وہ کسی بھی شہر یا کسی بھی ملک میں ہوں، جیسا کہ شیخ ابن تیمیہ نے اپنی کتاب ''فتاویٰ'' (۲۵/۱۰۷) میں ذکر فرمایا ہے۔

(۸) شیخ محمد بن عُثیمین مفتی مملکت سعودی عربیہ نے اپنی عربی کتاب ''مجالس شهر رمضان'' ص۱۴ پر فرمایا: و من رآه متيقّناً رؤيته وجب عليه اِخبارُ ولاة الأمور بذلک، و كذلک من رأىٰ هلال شوّال و ذى الحجّة؛ لانه يترتَّب علىٰ ذلک وجوبُ الصوم والفطر والحجّ. وما لا يتمّ الواجبُ اِلّا به فهو واجبٌ. واِن رآه وحده فى مكان بعيد لا يمكن اِخبارُ ولاة الأمور فانه يصوم و يسعىٰ فى ايصال الخبر الىٰ ولاة الأمور بقدر ما يستطيع .

و اذا أُعلِن ثبوت الشهر من قبل الحكومة بالراديو أو غيره وجب العمل بذلک فى دخول الشهر و خروجه فى رمضان أو غيره؛ لأن اِعلانه من قبل الحكومة حُجّةٌ شرعيّةٌ يجب العملُ بها و لذلک أمر النبىُّ ﷺ بلالاً أن يُؤذن فى الناس معلناً ثبوتَ الشهر ليصوموا، حين ثبت عنده ﷺ دخولُه وجعل ذلک الاِعلامَ مُلزِماً لهم بالصيام .

و اذا ثبت دخول الشهر ثبوتاً شرعِياً فلا عبرة بمنازل القمر؛ لأن النبىَّ ﷺ علّق الحكم برؤية الهلال لا بمازله، فقال ﷺ : " اذا رأيتم الهلال فصوموا و اذا رأيتموه فِأفطروا '' (متّفق عليه)

شیخ عُثیمین کی مذکورہ عبارتوں کا ''مختصر مجالس رمضان'' ص۱۲ پر اردو ترجمہ یہ ہے کہ اگر کسی نے قطعی طور پر چاند دیکھ لیا ہے تو اُس پر واجب ہے کہ ذمہ داران کو خبر کردے، خواہ چاند رمضان کا ہو یا شوال

وذی الحجہ کا؛ کیونکہ صوم رکھنا، توڑنا اور حج جیسے واجبات اسی رؤیتِ ہلال پر موقوف ہے۔ اگر چاند دیکھنے والا ذمہ داران سے دور ہو اور خبر پہنچانا ممکن نہ ہو تو خود صوم رکھے اور خبر پہنچانے کی حسبِ استطاعت تگ و دو کرے اور اگر اسلامی حکومت کے ریڈیو وغیرہ نے رمضان کے متعلق اطلاع دی ہو تو اُس خبر کی بنیاد پر صوم رکھنا اور توڑنا ضروری ہے؛ کیونکہ یہ اعلان ایک شرعی حجت ہے، آپ ﷺ کو جس وقت رؤیتِ ہلال کا علم ہوا آپ نے حضرت بلالؓ کو عام اعلان کرنے کا حکم فرمایا۔

نیز رمضان کی رؤیت، شرعی طور پر ثابت ہو جانے کے بعد، مطلع کا اعتبار نہ ہوگا؛ کیونکہ حکم رؤیت پر موقوف ہے نہ کہ اختلافِ مطلع پر، آپ ﷺ نے فرمایا: ''چاند کی رؤیت پر صوم رکھو اور چاند کی رؤیت پر صوم توڑ دو۔ (بخاری ومسلم)

کچھ علماء اس مسئلہ میں قدرے ہٹ دھرمی دکھاتے ہوئے جھٹ سے کہہ دیتے ہیں کہ کیسے مختلف ممالک میں ایک ہی دن اور ایک ہی تاریخ میں روزے شروع کیئے جا سکتے ہیں؟ یہ تو محال ہے کیونکہ ان ممالک کے درمیان اختلافِ مطالع محقَّق ومسلّم ہے اور ہمارے یہاں واقعۃً مکہ مکرمہ سے ڈھائی تین گھنٹے پہلے ہی نماز کا وقت ہو جاتا ہے۔

یہ استحالہ پیش کرنے والے علماء غالباً وجوب اور ادائے وجوب کو ایک سمجھنے کی وجہ سے ایک ملک کی رؤیتِ ہلال کو دوسرے ممالک کیلئے معتبر ماننا محال سمجھ رہے ہیں؛ حالانکہ رؤیتِ ہلال سے صرف وجوب ثابت ہوتا ہے اور کسی ایک ملک میں رؤیت ہونے کے بعد روزے کا وجوب ایک ہی دن اور ایک ہی تاریخ میں تمام ممالک میں ثابت ہو جاتا ہے، جس پر اختلافِ مطالع کا کوئی اثر نہیں پڑتا؛ البتہ اس کا اثر ادائیگی کے وقت پر ضرور پڑتا ہے؛ لہذا اس وجوب کی ادائیگی بالترتیب حسبِ اختلافِ مطالع ہر ملک میں اپنے وقت پر ہوتی رہتی ہے، جس طرح جمعہ کی نماز ایک ہی دن اور ایک ہی تاریخ میں جمعہ کے دن ہی تمام ممالک میں واجب ہے؛ لیکن حسبِ اختلافِ مطالع اس کی ادائیگی ہر ملک میں بالترتیب اپنے اپنے وقت پر ہوتی رہتی ہے۔ اس وضاحت کے بعد امید ہے کہ اختلافِ مطالع کی آڑ میں وجوب اور ادائے

وجوب کو گڈمڈ کر کے اب خیالی استحالہ نہیں پیش کیا جائیگا، ان شاء اللہ۔

تمام ممالک میں مرکز اسلام مکہ مکرمہ کی رؤیتِ ہلال معتبر قرار دینے کا عمل عصرِ حاضر میں بہت آسان ہوگیا ہے، جس کو عملی جامہ پہنانے کیلئے اسلامی ممالک کو توجہ دینی چاہئے۔

جب تک اسلامی ممالک اس عمل پر متفق نہیں ہوتے اُس وقت تک ہر اسلامی حکومت کی رعایا اپنی حکومت کے فیصلے کے مطابق روزہ رکھیں اور عید منائیں اور اسلامی حکومت کے متحدہ عمل میں الگ الگ روزہ اور عید منا کر تفریق پیدا نہ کریں۔۔۔۔ البتہ جہاں حکومت کی طرف سے عیدین کا باقاعدہ متحدہ نظم ونسق نہیں ہے وہاں کے لوگ اپنی جماعت میں اتفاق کرکے اسلامی مرکز مکہ مکرمہ کی رؤیت کے مطابق عمل کرے تو بہتر ہے۔ جس طرح کیرالا کی جماعت اپنے جماعتی اتفاق سے کئی سالوں سے مکہ مکرمہ کی رؤیت کے مطابق اپنے روزے اور عیدین کا اہتمام کرتی ہے؛ چنانچہ اللہ کے فضل سے وہاں کی جماعت میں کوئی بھی انتشار نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اتفاق واتحاد سے اجتماعی کام کرنے کی توفیق عطاء فرمائے، آمین۔

جو لوگ رؤیتِ ہلال کو، رؤیت والے ملک میں محدود مانتے ہیں وہ اپنی تشریح، حدیث ہی کی روشنی میں کرتے ہیں؛ مگر اس سے بلادِ اسلامیہ کے اَعیاد ومواسم میں تفرق وتشتت رونما ہوتا ہے؛ اور جو لوگ ایک ملک کی رؤیتِ ہلال کو تمام ممالک کیلئے عام مانتے ہیں وہ لوگ بھی اپنی تشریح، حدیث ہی کی روشنی میں کرتے ہیں؛ لیکن اِس تشریح سے عالَمِ اسلام کے اَعیاد ومواسم میں اتحاد واتفاق کی خوبیاں منظر عام پر آتی ہیں؛ ایسی صورت میں حدیث کی اُس تشریحی روشنی پر عمل کرنا ہی معقول ہے جس سے بجائے تفرق وتشتت کے، اتحاد واتفاق کی خوبیاں نمایاں ہوں اور حدیث پر بھی عمل ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اتفاق واتحاد سے اجتماعی کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

میں امید کرتا ہوں کہ اب آپ علامہ شیخ اَحمد محمد شاکر کے ملخص مقالہ پر
ایک گہری نظر ڈال لینگے جو اگلے صفحات پر دیئے جا رہے ہیں
اور اس موضوع کے بارے میں آپ جس نتیجہ پر
پہنچیں گے اُس سے مجھے بھی
مطلع فرمائینگے۔

أوائل الشهور العربية

هل يجوز إثباتها بالحساب الفلكي

للشيخ أحمد محمد شاكر

لخّصه مع توضيح بعض النقاط

محمد عطاء الرحمن المدنى

قد كتب العلماء والفقهاء فى إثبات الأهلّة أبحاثا قيمة نفيسة فى كتب التفسير والحديث والفقه وغيرها، وكادت أن تتفق كلمتهم علىٰ أن العبرة فى ثبوت الشهر بالرؤية وحدها وأنه لا يعتبر حساب منازل القمرولا حساب المنجم؛ إلّا شيئا يسيرا يحكىٰ فى مذهب الشافعى أنه يجوز للحاسب أو المنجم أن يعمل فى نفسه بحسابه، أمّا تقليدهما لغيرهما فيجوز تقليد الحاسب دون المنجم.

والعمده فى هذا الباب الأحاديث الصحيحة التى لا شك فى صحتها و هى :

"صوموا لرؤيته وأفطروا لرؤيته، فإن غُمّ عليكم فاكملوا عدة شعبان ثلاثين"

کیا قمری مہینوں کی پہلی تاریخیں

فلکی حساب سے ثابت کرنا جائز ہے

تألیف شیخ اَحمد محمد شاکر

تلخیص مع توضیح بعض نقاط: محمد عطاء الرحمٰن مدنی

علماء وفقہاء نے قمری مہینوں کی پہلی راتوں کے چاند ثابت کرنے کے بارے میں کتب تفسیر وحدیث اور فقہ وغیرہ میں بہت اچھی وقیمتی بحثیں لکھی ہیں اور اس سلسلے میں ان کی بحثیں تقریباً متفق ہیں کہ مہینے کے ثبوت کیلئے ان کے نزدیک صرف رؤیت کا اعتبار ہے، ان کے نزدیک منازل قمر اور اہل نجوم کے حساب کا کوئی اعتبار نہیں سوائے ایک معمولی اشارے کے جو شافعی مذہب میں روایت کیجاتی ہے کہ منازلِ قمر کے حساب کرنے والوں اور علم نجوم والوں کیلئے جائز ہے کہ وہ اپنے حساب وعلم کے مطابق اپنے تئیں عمل کریں؛ لیکن جہاں تک ان کے حساب کے مطابق دوسروں کے عمل کرنے کا تعلق ہے تو منازلِ قمر کے حساب کے مطابق عمل کرنا جائز ہے مگر نجوم والوں کے مطابق عمل جائز نہیں۔

اس باب میں چند اہم احادیث، جن کے صحیح ہونے میں کوئی شبہ نہیں، یہ ہیں:

تم لوگ چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر افطار کرو یعنی سلسلۂ روزہ ختم کرو؛ لیکن اگر تم پر بدلی چھائی رہے (جس سے تم شعبان کی ۲۹ تاریخ کو چاند نہ دیکھ سکو) تو شعبان کے ۳۰ دن کی گنتی پوری کرلو'

"لاتصوموا حتیٰ تروا الهلال و لا تفطروا حتیٰ تروه، فإن غُمَّ علیکم فاقدروا له"

"و ما جاء فی هذا المعنیٰ من الفاظ الأحادیث الصحیحة الأخریٰ"

ولکن هذه الأحادیث لا تنفی الاعتماد علیٰ الحساب؛ بل تُجیز ذلک لقوله علیه السلام : "فاقدروا له "وکذلک "فأکملوا عدّة شعبان ثلاثین"

أی اذا لم تروه أیّها المسلمون ! فارجعوا الیٰ الحساب وتقدیر منازل القمر و إحصاء أیام الشهر، فاختتموا الشهر الجاری بإکمال ثلاثین یوما ثم ابدؤوا بعده الشهر الجدید فی جمیع العالم الاسلامی من یوم واحد فی کل بلد کما تفعلون فی الصلوات الخمس والجمعة التی هی یوم العید الصغیر الأسبوعی فتؤدّن فیه صلاة الجمعة فی جمیع العالم الاسلامی فی یوم واحد؛ ولکن فی أوقات مختلفة تقدُّما أو تأخُّرا و ذلک باعتبار اختلاف المطلع الواقعی.

تم روزہ نہ رکھو یہاں تک کہ چاند دیکھ لو اور روزہ کا سلسلہ ختم نہ کرو یہاں تک کہ تم چاند دیکھ لو؛ لیکن اگر تم پر آسمان ابر آلود رہے تو حساب کے ذریعہ چاند کا اندازہ کرلو"

(اسی معنیٰ میں دیگر چند صحیح احادیث کے الفاظ بھی آئے ہیں)

لیکن یہ احادیث حساب پر اعتماد کرنے کی نفی نہیں کرتیں؛ بلکہ اس کی اجازت دیتی ہیں؛ کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے یہ قول" فاقدروا له" اور اسیطرح "فأکملوا عدة شعبان ثلاثین" اس پر دلالت کرتے ہیں۔

یعنی اس کا مفہوم یہ ہے کہ اے مسلمانو ! جب تمہیں چاند نظر نہ آئے تو تم منازلِ قمر کے حساب کا اندازہ کرلو اور مہینے کے دن کی گنتی کی طرف رجوع کرو، پس تیس دن مکمل کر کے تم جاری مہینہ ختم کردو، پھر اس کے بعد پورے عالمِ اسلام میں ایک ہی دن سے ہر ملک میں نیا مہینہ شروع کرو، جیسا کہ تم پنجگانہ اور جمعہ کی نمازوں میں کرتے ہو؛ چنانچہ تم جمعہ کی نماز مثلاً (جو ہفتہ وار چھوٹی عید بھی ہے) تمام عالمِ اسلام میں ایک ہی دن ادا کرتے ہو؛ لیکن بعض ممالک میں حسب اختلافِ مَطالع مقدّم یا مؤخر مختلف اوقات میں اداء کرتے ہو۔

فإذن اختلاف المطالع لا يؤثر في اتحاد اليوم، وإذا اتحد اليوم (وهذه حقيقة واضحة عند صاحب العقل السليم الذي يريد أن يفهم واقعية اختلاف المطالع واليوم) فلا مانع من اتحاد التاريخ بل يتحتم ذلك فتؤدىٰ الأعياد وتهتمّ بالمواسم في يوم واحد وفي تاريخ واحد في جميع العالم الاسلامي مع مراعاة أدائها مقدّما أو مؤخّرا حسب اختلاف المطالع.

چنانچہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ اختلافِ مطالع کا ممالک عالَمِ اسلام کے دن و تاریخ کے متحد ہونے پر کوئی اثر نہیں پڑتا (اور ہر صاحب عقل سلیم کیلئے، جو اختلافِ مطالع اور دن و تاریخ کی واقعیت کو سمجھنا چاہتا ہے، یہ ایک واضح حقیقت ہے)؛ چنانچہ پورے عالمِ اسلام میں ابتداء مہینہ کو متحد ماننے میں کوئی رکاوٹ نہیں بلکہ یہ اتحاد ایک حتمی عمل ہے؛ چنانچہ تمام عالمِ اسلام میں اختلافِ مطالع کو ملحوظ رکھتے ہوئے ایک ہی دن اور ایک ہی تاریخ میں اسلامی اَعیاد کی ادائیگی اور مواسم کے اہتمام کیا جائیگا۔

قال النووي في المجموع بعد أن فصّل لذلك تحت عنوان (فرع مذاهب العلماء فيما اذا رأى الهلالَ أهلُ بلد دون غيرهم) : قد ذكرنا فيه تفصيل مذهبنا.

نووی رحمہ اللہ نے اپنی ''مجموع'' نامی کتاب کی اس فصل (مذاہبِ علماء کا بیان اس سلسلے میں کہ جب ایک ملک والے پہلی رات کا چاند دیکھ لیں اور دوسرے ممالک والے نہ دیکھ سکیں) میں اس مسئلہ پر تفصیلی بحث کرنے کے بعد فرمایا کہ ہم نے اس بارے میں اپنے مذہب کی تفصیل بیان کردی ہے۔

ونقل ابن المنذر عن عكرمة و القاسم وسالم واسحاق بن راهويه أنه لا يلزم غيرَ أهل بلد الرؤية. وعن الليث والشافعي و أحمد : "يلزم" قال : لا أعلمه الا قول المدني والكوفي (يعني مالكا وأبا حنيفة)

اور ابن منذر نے عکرمہ، قاسم، سالم اور اسحاق بن راہوَیہ سے نقل کیا ہے کہ رؤیت والے ملک کے باشندوں کے سوا دوسروں پر اس رؤیت کا قبول کرنا لازم نہیں ہوگا؛ لیکن لیث، شافعی اور احمد سے مروی ہے کہ دوسرے ممالک کے لوگوں کو بھی اُسے قبول کرنا لازم ہوگا، نووی نے یہ بھی فرمایا کہ لزوم قبول کا یہ قول میرے علم کے مطابق مدنی و کوفی ہی کا قول ہے یعنی (یہ امام مالک اور امام ابوحنیفہ کا قول ہے)

و قد كثر الكلام فى هذه الأيام فى هذا المعنىٰ و تكرر ذلك من أجل سرعة الاتّصال بين أقطار الأرض بما اُستُحدِث من التلغراف والتلفون أولاً ثم الراديو (والتلفاز) أخيراً، وصارت بلاد الاسلام كأنها بلد واحد فى وصول الأخبار لاِثبات بدء الشهر و نفيه، فيرىٰ الناس هذا الاضطراب فى مسائل شرعية هامّة موقّتة بوقوت سنوية أو شهرية مما لا يصبرون علىٰ بقائه و يحاولون أن يخرجوا منه ما وجدوا لتوحيد الكلمة فيها سبيلا فيبدؤون المواسم و يؤدّون الأعياد فى جميع البلاد و فى جميع العالم الاسلامى فى يوم واحد و فى تاريخ واحد فى أوقات مختلفة متعاقبة حسب اختلاف المطالع.

لم يكن مما يوافق حكمة الشرع أن يُجعَل للناس مناط الاِثبات فى الأهلّة حساباً فلكياً و لا يعرفون شيئا من ذلك فى حواضرهم و كثير منهم بادون لا يصل اليهم أنباء الحواضر اِلا فى فترات متقاربة حيناً و متباعدة أحياناً أخرىٰ.

اِن ایام میں اتحادِ تاریخ کے سلسلے میں بہت باتیں ہوچکیں اور یہ بار بار ہوتی رہیں اس لئے کہ ٹلیگراف وٹلیفون پھر ریڈیو اور ٹلیویژن کی ایجاد کی وجہ سے دنیا کے ممالک کے درمیان مواصلات بہت تیز رفتار ہوگئے ہیں اور پورے ممالک عالمِ اسلام، مہینے کی پہلی تاریخ کے ثبوت یا عدمِ ثبوت کی خبریں پہنچنے کے سلسلے میں گویا ایک ہی ملک جیسے ہو گئے ہیں۔ ایسی حالت میں ایسے اہم شرعی مسائل کے بارے میں، جو سالانہ یا ماہانہ اوقات کے ساتھ متعیّن ہیں مختلف ممالک مختلف شہروں میں متفرق تاریخوں میں ان کی ادائیگی کے اس اِضطراب کو لوگ دیکھ رہے ہیں، جس کے باقی رہنے پر وہ مزید صبر نہیں کر پا رہے ہیں اور وہ کوشش کر رہے ہیں کہ اس اضطراب سے نکل جائیں اور جس قدر جلد ممکن ہو وہ اس سلسلے میں توحیدِ کلمہ کی راہ پا جائیں تا کہ وہ اسلامی مواسم و اَعیاد کو عالمِ اسلام کے تمام ممالک میں اختلافِ مَطالع کے فرق کو ملحوظ رکھتے ہوئے ایک ہی دن اور ایک ہی تاریخ کے مختلف اوقات میں آگے پیچھے اداء کرسکیں۔

یہ بات حکمتِ شرع سے موافقت نہیں رکھتی تھی کہ لوگوں کیلئے چاند ثابت کرنے کا ذریعہ فلکی حساب کو بنایا جائے جبکہ ان کے شہری لوگ فلکی حساب کا کچھ بھی علم نہیں رکھتے تھے اور ان کے بہت سارے لوگ دیہاتوں میں رہنے والے ہیں جن تک شہروں کی خبریں کبھی تھوڑے وقفے سے پہنچتی ہیں اور کبھی لمبے وقفے سے۔

فلو جُعِل لهم الاثبات بالحساب الفلكي لأعنتهم ذلك، حيث لا يعرفه منهم من في البوادي اِلا الشاذ و النادر عن سماع اِن وصل اليهم، و لم يعرفه أهل الحواضر أيضا اِلا تقليدا لبعض أهل الحساب و أكثرهم أو كلهم من أهل الكتاب.

اگر ان کیلئے چاند کے ثبوت کو فلکی حساب کے ساتھ جوڑ دیا جاتا تو یہ ان کیلئے تکلیف دہ ثابت ہوتا؛ کیونکہ ان میں سے دیہات میں رہنے والے شاذ و نادر لوگ ہی، بشرطیکہ انھیں فلکی حساب سے ثابت کردہ چاند کی خبر پہنچ جائے، دوسروں سے سنکر چاندرات سے واقف ہو سکتے تھے، اور شہر میں رہنے والے بھی اس خبر کو بعض اہل حساب کی تقلید کر کے ہی جان سکتے تھے؛ جبکہ اہلِ حساب کے اکثر یا سبھی لوگ اہلِ کتاب ہوتے تھے۔

ثم فتح المسلمون الدنيا وملكوا زمام العلوم و توسّعوا في أفنانها، و ترجموا علوم الأوائل و نبغوا فيها و كشفوا كثيرا من خباياها، و حفظوها لمن بعدهم، و منها علوم الفلك والهيئة و حساب منازل القمر، فأصبح الاعتماد علىٰ الحساب الفلكي مما يطمئنّون اليه لنبوغهم في هذا الميدان.

پھر مسلمانوں نے دنیا کے بہت بڑے حصوں کو فتح کر لیا اور علوم کی باگ ڈور اپنے ہاتھوں میں لے لی، ان کے مختلف فنون کی توسیع کی، سابق لوگوں کے علوم کے ترجمے کئے اور ان میں مہارت حاصل کی، ان کے بہت سارے چھپے ہوئے گوشوں کا انکشاف کیا اور انھیں اپنے بعد والوں کیلئے محفوظ کر لیا اور انہی میں سے علمِ فلک، علمِ ہیئت اور منازلِ قمر کے حساب بھی ہیں؛ چنانچہ انھوں نے اس میدان میں اپنی مہارت کی وجہ سے فلکی حساب پر اس درجہ تک اعتماد حاصل کر لیا کہ اس علم پر انھیں پورا اطمینان ہو گیا۔

اتحاد العالم الاسلامی
لبدء كل شهر قمری

ہر قمری مہینہ کی ابتداء پر
عالمِ اسلام کا اتّحاد

١. فنجد اِماما عظيما من أئمة الشافعية، و هو أبو العباس أحمد بن عمر بن سُرَيج الذي هو أحد

۱۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ ائمہ شافعیہ کے ایک عظیم امام ابو العباس احمد بن عمر بن سُرَیج، جو صاحبِ سنن امام ابو داؤد کے شاگرد ہیں، منازل

تلاميذ الامام أبى داؤد صاحب السنن، أنه يعتبر بحساب منازل القمر ، فيحاول للتطبيق بين الحديثين الذين ورد فى أحدهما "فأكملوا عدّة شعبان ثلاثين" و جاء فى الآخر "فاقدروا له" بجعلهما فى حالتين مختلفتين: و هما أن قوله ﷺ "فاقدروا له" خطاب لمن يختص بهذا العلم، و أن قوله ﷺ "فأكملوا العدّة" خطاب لعامّة الناس (كما جاء فى شرح القاضى أبى بكر بن العربى علىٰ الترمذى ج ٣ ص ٢٠٧ - ٢٠٨)

فالبديهى الذى لا يحتاج الىٰ دليل أن أوائل الشهور العربية لا تختلف باختلاف الأقطار و ابتعاد بعضها عن البعض و ان اختلفت مطالع القمر، فيطلع الهلال فى يوم واحد فى بلاد العالم؛ ولكن يظهر فى كل بلد بالترتيب و التدريج فى يوم واحد

قمر کے حساب کو معتبر سمجھتے ہیں؛ اور وہ مذکورہ دو حدیثوں کے درمیان تطبیق دینے کی کوشش کرتے ہیں، جن میں سے ایک میں یہ آیا ہے 'فأكملوا عدة شعبان ثلاثين، پس تم شعبان کے تیس دن کی گنتی پوری کرلو" اور دوسری حدیث میں آیا ہے "فاقدروا لـه" تو تم (پر بادل چھائے رہنے کی صورت میں) منازلِ قمر کے انداز سے حساب کرلو" مذکورہ تطبیق کیلئے انھوں نے ان دونوں حدیثوں کو دو مختلف حالتوں پر محمول کیا اور وہ یہ کہ رسول اللہ ﷺ کا قول "فاقدروا له" میں خطاب اُس شخص کیلئے ہے جو اس علم میں مہارت رکھتا ہو؛ اور رسول ﷺ کا قول "فأكملوا العدة" میں خطاب عام لوگوں کیلئے ہے (جیسا کہ قاضی ابوبکر بن عربی کی شرح ترمذی ۲۰۷۔۲۰۸ میں آیا ہے)

پس یہ ایک بدیہی بات ہے جو کسی دلیل کی محتاج نہیں کہ وہ ممالک جو ایک دوسرے سے دور ہیں، مطالع قمر کے اختلاف کے باوجود ان ممالک میں قمری مہینوں کی پہلی تاریخوں میں کوئی اختلاف نہیں ہوتا۔ چنانچہ پہلی رات کا چاند دنیا کے تمام ممالک میں ایک ہی دن طلوع ہوتا ہے؛ لیکن ہر ایک ملک میں مطالع کے طبعی اختلاف کے مطابق ترتیب و تدریج کے ساتھ ایک ہی دن کہیں قدرے مقدّم اور کہیں قدرے موٴخر ظاہر ہوتا ہے؛ تاہم اس کے سبب سے ان ممالک میں تاریخ و دن میں کوئی اختلاف

حسب اختلاف المطالع الطبيعي ولكن بسبب ذلك الاختلاف لا يختلف اليوم، كما تطلع الشمس يوم الجمعة في بلاد العالم في يوم واحد و تظهر في كل بلد بالترتيب و التدريج الطبيعي و مع ذلك لا يختلف التأريخ ، فاذن – اليوم الأول من كل شهر هلالي هو يوم واحد في جميع أقطار الأرض بدون شك .

نہیں ہوتا، جیسے دنیا کے تمام ممالک میں جمعہ کا سورج ایک ہی دن طلوع ہوتا ہے اور ہر ایک ملک میں طبعی ترتیب و تدریج کے ساتھ ظاہر ہوتا ہے؛ لیکن اس کے باوجود ان ممالک کی تاریخ میں کوئی اختلاف نہیں ہوتا؛ لہذا ہر قمری مہینے کا پہلا دن و تاریخ دنیا کے تمام ممالک میں ایک ہی دن اور ایک ہی تاریخ ہے، اس میں شک کی کوئی گنجائش نہیں۔

مكه المكرمة هي المعتبرة لبداية التأريخ القمري

٢ – الأمر الآخر الدقيق عندي أنه هل يجب اعتبار أول الشهر من أية نقطة من الأرض بدون أيّ تعيين اذا غاب فيها القمر بعد الشمس، أو يجب أن تكون نقطة معيّنة يرجع اليها جميع العالم الاسلامي لبدء أول يوم من الشهر عندهم ؟

فالذي أرآه و أرجّحه هو أنه يجب الرجوع الىٰ نقطة واحدة معيّنة في ذلك كما أشير الىٰ ذلك في أصلي الشريعة . الكتاب والسنة .

پہلی قمری تاریخ کیلئے مکہ مکرمہ ہی معتبر

۲۔ میرے نزدیک ایک اور دقیق نکتہ یہ ہے کہ جب سورج کے غروب کے بعد چاند غائب ہو جائے تو کیا نئے مہینے کی پہلی تاریخ و پہلا دن، کسی شہر کی تعیین کئے بغیر، دنیا کے کسی بھی نقطہ سے اعتبار کرنا واجب ہے یا کوئی ایک شہر کو معیّن کرنا واجب ہے جس کی طرف تمام عالمِ اسلام اپنے یہاں مہینے کا پہلا دن شروع کرنے کیلئے رجوع کریں ؟

چنانچہ میری رائے، جسے میں ترجیح دیتا ہوں، یہ ہے کہ اس کیلئے ایک معیّن شہر کی طرف رجوع کرنا واجب ہے، جس کی طرف شریعت کے دونوں اصول ''کتاب وسنت'' اشارہ کر رہے ہیں اور وہ شہر

و تلك النقطة هى (مكة) المكرمة التى يتوجّه اليها جميع مسلمى العالم كل يوم فى صلواتهم الخمس.

اِشارة الكتاب :

فكتاب الله، فانظر فيه الىٰ قوله تعالىٰ "يَسْـئَلُوْنَكَ عَنِ الاَهِلَّةِ، قُلْ هِىَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَ الْحَجِّ" (سورة البقرة ۲/۱۸۹) قد أرشد الله الناس فيها الىٰ فائدة اختلاف منازل القمر و تغيّر الأهلّة فى الزيادة والنقصان بأنها للتوقيت لهم فى كل شؤونهم و لتوقيت أيام الحج بصفة خاصّة . فالّذى أرآه أن تخصيص الحجّ بالذكر فى هذا المقام بعد العموم انما هو اشارة دقيقة الىٰ أن يعتبروا أصل التوقيت الزمانى متّصلا بمكان واحد، مكان الحجّ، و هو (مكه) المكرمة.

مکہ مکرمہ ہے جس کی طرف منہ کر کے دنیا کے تمام مسلمان روزانہ اپنی پانچوں نمازیں پڑھتے ہیں۔

کتاب اللہ کا اشارہ :

پس کتاب اللہ میں اللہ تعالیٰ کے اس قول پر غور کیجئے " يَسْـئَلُوْنَكَ عَنِ الْأَهِلَّةِ، قُلْ هِىَ مَوَاقِيْتُ لِلناسِ وَ الْحَجِّ. . لوگ آپ سے چاند کے گھٹنے بڑھنے کے بارے میں سوال کرتے ہیں، آپ کہہ دیجئے کہ چاند کا یہ گھٹنا بڑھنا لوگوں (کی عبادت) کے اوقات بتانے اور موسمِ حج کی تعیین کیلئے ہے..." (سورہ بقرہ ۲ آیت ۱۸۹) یہاں اللہ نے لوگوں کو منازلِ قمر کے بدلتے رہنے اور چاند کے گھٹنے بڑھنے کی تغیّر پذیری کے فائدے کی طرف رہنمائی کی ہے کہ چاند کا یہ تغیّر لوگوں کے تمام معاملوں میں وقت (تاریخ) کی تعیین اور خاصکر ایامِ حج کی تعیین کیلئے ہے۔ اس سے مجھے معلوم ہوتا ہے کہ اس مقام پر وقت معلوم کرنے کی تعیم کے بعد حج کی تخصیص بیان کرنے میں اس بات کی طرف ایک باریک اشارہ ہے کہ لوگ اصل تعیینِ زمانی کو (اصل تاریخ کو) صرف ایک جگہ یعنی حج کی جگہ (مکہ) مکرمہ سے ملا کر اور اُس سے ہم آہنگ بنا کر اس میں اتحاد برقرار رکھیں۔

إشارة السنة :

أما السنة، فقد روى الترمذي في سننه عن أبي هريرة أن النبي ﷺ قال: الصوم يوم تصومون والفطر يوم تُفطرون، والأضحىٰ يوم تُضحّون.

(حديث صحيح)

و قد روى أبو داؤد في سننه ... عن أبي هريرة مرفوعاً فطركم يوم تُفطرون، وأضحاكم يوم تُضحّون ، و كل عرفة موقف، و كل منىٰ منحر، و كل فجاج مكة منحر، و كل جمع موقف. (حديث صحيح)

سنتِ نبوی کا اشارہ :

جہاں تک سنت کا تعلق ہے تو امام ترمذی نے اپنی سنن میں ... ابوھریرہؓ سے روایت کی ہے کہ نبی ﷺ نے (اہلِ مکہ کو مخاطب کرکے) فرمایا : ''روزہ (تمام عالمِ اسلام میں، بشرطیکہ وہاں رؤیتِ ہلال کی خبر یا بادل چھائے رہنے کی صورت میں شعبان کے تیس دن پورے ہو جانے کی خبر، وجوبِ اِمساک کے وقت سے قبل پہنچ جائے) اُس دن سے رکھا جائیگا جس دن تم لوگ (اے اہلِ مکہ) روزہ شروع کروگے اور اسی طرح تمام عالمِ اسلام میں روزہ اُس دن توڑ دیا جائیگا جس دن تم لوگ (اے اہلِ مکہ) روزہ کا اختتام کروگے اور اسی طرح تمام عالمِ اسلام میں) قربانی اُس دن کی جائیگی جس دن تم لوگ (اے اہلِ مکہ) قربانی کروگے'' (حدیث صحیح ہے)

ابوداؤد نے اپنی سنن میں ... ابوھریرہؓ سے بشکل مرفوع روایت کی ہے (کہ نبی ﷺ نے اہلِ مکہ کو مخاطَب کرکے فرمایا) کہ: ''(اے اہلِ مکہ) تمہارے روزہ توڑنے کا دن یعنی جس دن تم لوگ روزہ توڑوگے (وہی دن پورے عالمِ اسلام کیلئے بھی روزہ توڑنے کا دن معتبر ہوگا) اور تمہاری قربانی کا دن یعنی جس دن تم لوگ قربانی کروگے (دس ذی الحجہ سے آخری ایامِ تشریق تک وہی دن پورے عالمِ اسلام کیلئے بھی قربانی کے دن معتبر ہونگے)، پورا میدانِ

عرفہ (نوویں ذی الحجہ کو سورج طلوع ہونے کے بعد سے غروب تک حج کا) موقف ہے اور پورا میدانِ منیٰ (دس ذی الحجہ سے آخری ایام تشریق تک) قربانی کرنے کی جگہ ہے اور مکہ کی تمام گلیاں قربانی کرنے کی جگہیں ہیں اور (دسویں ذی الحجہ کی رات کو عشاء کی نماز کے بعد سے نمازِ فجر تک) مُزدَلِفہ کا پورا میدان موقف ہے'' (حدیث صحیح ہے)

و روى الدارقطني والبيهقي ...

عن أبي هريرة موقوفاً قال : إنما الشهر تسع و عشرون فلاتصوموا حتّىٰ تروا الهلال و لا تفطروا حتىٰ تروه، فإن غُمَّ عليكم فاكملوا العدّة ثلاثين، فطركم يوم تُفطرون، وأضحاكم يوم تُضحّون، و كل عرفة موقف، و كل منىٰ منحر، و كل فجاج مكة منحر. (حديث صحيح)

نیز دارقطنی اور بیہقی نے .... ابوھریرہ سے بشکل موقوف (بخطابِ اہلِ مکہ) روایت کی ہے: ''قمری مہینے صرف تیس یا اُنتیس دن کے ہوتے ہیں، تم لوگ روزہ نہ رکھو یہاں تک کہ پہلی رات کا چاند دیکھ لو اور روزہ توڑو بھی نہیں یہاں تک کہ چاند دیکھ لو، لیکن اگر تم پر بادل چھایا رہے تو (شعبان کے) تیس دن کی گنتی پوری کرلو، تمارے روزہ توڑنے کا دن یعنی جس دن (رؤیت یا گنتی کی بنیاد پر) تم لوگ روزہ توڑو گے (وہی دن پورے عالمِ اسلام کیلئے روزہ توڑنے کا دن معتبر ہوگا) اور تمہاری قربانی کا دن یعنی جس دن (رؤیت یا گنتی کی بنیاد پر) تم لوگ قربانی کرو گے وہی دن (دس ذی الحجہ سے آخری ایامِ تشریق تک پورے عالمِ اسلام کیلئے) قربانی کے دن معتبر ہونگے، پورا میدانِ عرفہ (نوویں ذی الحجہ کو سورج طلوع ہونے کے بعد سے غروب تک حج کا) موقف ہے اور پورا میدانِ منیٰ (دس ذی الحجہ سے آخری ایامِ تشریق تک) قربانی کرنے کی جگہ ہے اور مکہ کی تمام گلیاں قربانی کرنے

و مما ينبغي أن يلاحظ أن بعض الرواة يروى حديثا بالألفاظ التى سمعها و قد يروى الآخر نفس الحديث بالمعنىٰ، فقد يختصره و قد يطوّله، فيكون الحديث المطوّل مفسّرا و مبيّنا لمعنىٰ الحديث المجمل أو المختصر، كما نجد حديث عائشة رضى الله عنها الآتى :

روىٰ البيهقى عن سفيان الثورى عن محمد بن منكدرعن عائشة قالت: قال رسول الله ﷺ عرفة يوم يعرف الإمام و الأضحىٰ يوم يُضحّى الإمام والفطر يوم يُفطر الإمام. (حديث صحيح)

فهذه الرواية المفسّرة تُعيّن أن المراد بالمخاطبين فى الأحاديث المذكورة هو الإمام الذى يكون معه عُظْم الناس، و ذكر أماكن الحج و زمانه فى كثير من روايات الحديث الواحد، بل فى أكثرها، يدلّ علىٰ أن هذا الحديث يتعلق بحجة الوداع حيث كان النبى ﷺ يُعلّم الناس

کی جگہیں ہیں'' (حدیث صحیح ہے)

روایتِ حدیث کے بارے میں یہ بات ملحوظ رہنی چاہئے کہ بعض راوی اپنے سنے ہوئے الفاظ کے ساتھ کبھی کوئی حدیث روایت کرتا ہے اور دوسرا راوی کبھی اُسی حدیث کو معنیٰ کے اعتبار سے روایت کرتا ہے، پس وہ کبھی اُسے مختصر یا طویل کر دیتا ہے؛ چنانچہ طویل حدیث اُس مجمل یا مختصر حدیث کے معنیٰ کی توضیح و تفسیر کا فائدہ دیتی ہے، جیسے عائشہ رضی اللہ عنہا کی درجِ ذیل روایت ہے:

بیہقی نے روایت کی سفیان ثوری سے، وہ محمد بن منکدر سے اور وہ عائشہ سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وقوفِ عرفہ اُس دن ہوگا جس دن اِمام وقوفِ عرفہ کریگا، قربانی اُس دن کی جائیگی جس دن اِمام قربانی کریگا اور روزہ اُس دن توڑا جائیگا جس دن اِمام روزہ توڑیگا''۔ (حدیث صحیح ہے)

پس یہ وضاحت والی روایت متعیّن کر دیتی ہے کہ سابق الذکر احادیث میں مخاطَبین سے مراد وہ اِمام ہے جس کے ساتھ بہت سارے لوگ ہوں اور ایک ہی حدیث کی بہت سی روایتوں بلکہ اکثر روایتوں میں حج کا زمانہ اور اُس کے مقامات کا ذکر اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہ حدیث حجۃ الوداع

شعائر الحج و كان أصل الحديث خطاباً لمن كان في أماكن الحج، و جميع أماكن الحج تتعلق بمكة، فكأن الحديث خطاباً لمن كان في مكة، أي أنه خطاب لأهل مكة .

سے متعلق ہے؛ کیونکہ نبی علیہ صلی اللہ لوگوں کو حج کی تعلیم دے رہے تھے اور اصل حدیث میں ان لوگوں کو خطاب تھا جو اَماکنِ حج میں تھے اور تمام اَماکنِ حج مکہ سے تعلق رکھتے ہیں؛ لہذا اُس حدیث میں خطاب اُن لوگوں کو تھا جو مکہ میں تھے یعنی وہ خطاب اَہلِ مکہ کو تھا۔

خلاصة البحث

و بذلك نفهم أن معنىٰ هذه الأحاديث أن الصوم (أي بدء شهر رمضان في جميع العالم الاسلامي) يكون من يوم يصوم فيه أهل مكه و من حولها، و أن الفطر (في جميع العالم الاسلامي) يكون في يوم يُفطر فيه أهل مكه و من حولها، و أن الأضحىٰ (في جميع العالم الاسلامي) يكون في يوم يُضحّي فيه أهل مكه و من حولها، و أن عرفة (أي وقوف عرفة لجميع حُجّاج العالم الاسلامي الحاضرين للحجّ) يكون في يوم يعرف فيه أهل مكه و من حولها؛ فهذه الأماكن هي المعتمدة في اثبات الأهلّة، و هي التي تتعيّن علىٰ المسلمين في أقطار الأرض أن يتّبعوا مطالعها لاثبات الأهلّة،

بحث کا خلاصہ

بنا بریں ہم اُن احادیث کے معنیٰ یہ سمجھتے ہیں کہ روزہ رکھنا (یعنی تمام عالمِ اسلام میں ماہ رمضان کے روزہ رکھنے کی ابتداء) اُس دن سے ہوگی جس دن اہلِ مکہ اور اُس کے قرب و جوار والے روزے کی ابتداء کرینگے، سلسلۂ روزہ کا توڑنا (تمام عالمِ اسلام میں) اُس دن ہوگا جس دن اہلِ مکہ اور اُس کے قرب و جوار والے سلسلۂ روزہ کا اختتام کرینگے، اور قربانی (تمام عالمِ اسلام میں) اُس دن کی جائیگی جس دن اہلِ مکہ اور اُس کے قرب و جوار والے قربانی کرینگے اور عرفہ (یعنی تمام عالمِ اسلام سے حج کیلئے مکہ مکرمہ پہنچے ہوئے حجاج کا وقوفِ عرفہ) اُس دن ہوگا جس دن اہلِ مکہ اور اُس کے قرب و جوار والے عرفہ جاکر وقوف کرینگے؛ کیونکہ پہلی رات کا چاند ثابت کرنے کیلئے انہی اَماکن سے

ويكون فيه اشارة دقيقة الىٰ فقه الحكمة والمعنىٰ فى تخصيص ذكر الحجّ بعد عموم المواقيت فى قوله تعالىٰ : "هى مواقيت للنّاس والحجّ"

ملاحظہ شہر مکہ مکرمہ پر اعتماد کیا جائیگا اور یہی شہر اس بات کیلئے متعیّن سمجھا جائیگا کہ پہلی رات کا چاند ثابت کرنے کیلئے تمام اَقطارِ عالم کے مسلمان اسی شہر کے مَطالع کا اعتبار کریں۔ اس (طرح توحیدِ رؤیت کے مسئلے پر عمل کرنے) میں ایک دقیق اشارہ یہ بھی ہوگا کہ اُس حکمت ومعنیٰ کو سمجھ لیا گیا ہے جو اللہ تعالیٰ کے اس قول (هِىَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ) میں مواقیت کے عموم کے بعد حج کے ذکر کی تخصیص میں پایا جاتا ہے۔

فلو ذهبنا الىٰ ما رأيته و فهمته، توحّدت كلمة المسلمين فى بدء الشهور القمرية و كانت مكه – و هى منبع الاسلام و مهبط الوحى، و هى ملتقىٰ المسلمين كل عام كأنهم علىٰ ميعاد، يتعاونون فيها و يتوادّون و فيها بيت الله الذى نحوه يتوجّهون فى صلاتهم – رمزا لوحدتهم و كانت مكة هذه مركز الدائرة لهم فى تحديد مواقيتهم وبدء تواريخهم .

پس اگر ہم اس بات کو اختیار کر لیتے ہیں جسے میں نے غور کیا اور سمجھا تو قمری مہینوں کی پہلی تاریخوں کے اثبات کے سلسلے میں پوری دنیا کے مسلمانوں کے درمیان اتحاد پیدا ہو جائیگا اور مکہ مکرمہ، جو اسلام کا سرِ چشمہ ہے اور اللہ کی وحی اترنے کا مقدّس مقام ہے اور ساتھ ہی ہر سال مسلمانوں کا مقامِ اجتماع ہے، گویا وہ ایک ایسے مقامِ موعود پر حاضر ہوئے ہیں جہاں وہ ایک دوسرے سے تعاون اور دوستی کا تبادلہ کر رہے ہیں اور جہاں اللہ کا گھر ہے جس کی طرف منہ کر کے وہ نماز پڑھتے ہیں، یہی مکہ مکرمہ ان کی وحدت کیلئے ایک علامت ہوگا اور یہی مکہ مکرمہ ان کے مواسم کے اوقات کی تعیین کرنے اور ان کی تاریخوں کے شروع کرنے کے سلسلے میں ان کے دائرے کا مرکز ہوگا۔

هذا البحث لم أكتبه إلا بعد روية و فكر و تدبّر و نظر، على طريقة سلفنا الصالحين من العلماء مع الأخذ بالكتاب و السنة، و نبذ التقليد و العصبية. لعلي أصبت فيه وجه الصواب بعون الله و توفيقه، و أعرضه لأنظار العلماء و الباحثين، متقبّلاً النقد و التأييد بالشكر و الثناء، لتتمحّص الحقيقة و يُكشف عن وجه الصواب، و لا أطلب منهم إلا أن يكون أساس بحثهم الكتاب و السنة و الاستنباط منهما و التفقُّه فيهما .

نعم – إذ أختتم بحثي هذا، فلا أستطيع أن أمنع من شاء أن يقول ما شاء؛ و لكني أستطيع أن أمنع قلمي أن يخوض مع الخائضين. و أسأل الله العصمة و التوفيق، و السلام عليكم و رحمة الله .

یہ مقالہ میں نے کتاب وسنت سے اخذ کرنے کے ساتھ ساتھ مناسب سوچ سمجھ، فکر وتدبّر اور غور وخوض کرنے اور تقلید وعصبیت کو دور پھینک دینے کے بعد ہی علماءِ سلف صالحین کے طریقے پر لکھا ہے۔ شاید کہ میں اس سلسلے میں اللہ کی مدد وتوفیق سے صحیح نتیجہ کو پاچکا ہوں اور میں اسے علماء و باحثین کے غور وخوض کیلئے پیش کر رہا ہوں، جبکہ میں شکر وستائش کے ساتھ انکی تنقید وتائید قبول کرنے کیلئے تیار ہوں تا کہ حقیقت واضح ہو اور صحیح بات منکشف ہو جائے، میں اُن سے صرف یہ مطالبہ کروں گا کہ ان کی تحقیق کی بنیاد کتاب وسنت ہو اور انہی دونوں سے استنباط اور انہی دونوں کے دائرے میں معاملہ فہمی ہو۔

جی ہاں، اب اس بحث کو ختم کرتے ہوئے میں یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ اس مسئلہ میں جس کا جو جی چاہے کہے میں اسے روک نہیں سکتا؛ البتہ میں اپنے قلم کو روک سکتا ہوں تا کہ وہ اُنگلیوں کے ساتھ اُنگل میں ملوث نہو۔ میں اللہ سے دعاء کرتا ہوں کہ وہ ہمیں عصمت وتوفیق سے نوازے، والسلام علیکم ورحمۃ اللہ

احمد محمد شاکر

شرعی قاضی۔ مصر

مؤلف کی چند اہم کتابیں

نام کتاب	قیمت
۱۔ وجودِ باری تعالیٰ کا علمی ثبوت	۱۰/=
۲۔ عقیدۂ توحید	۱۰/=
۳۔ تین بنیادی اصول مع دلائل	۱۰/=
۴۔ المختصر فی اُصول الفقہ	۳۰/=
۵۔ معجزات نبی ﷺ	۸/=
۶۔ تمام انبیاء کا دین ایک ہے	۲۰/=
۷۔ تیسیر الصلاۃ	زیر کتابت
۸۔ آسان نماز	"
۹۔ نماز کے چند اہم مسائل	۱۰/=
۱۰۔ عبادت میں اخلاص	فولڈر
۱۱۔ مقتدی کا سورۃ فاتحہ پڑھنا	"
۱۲۔ باجماعت نماز کی صف بندی	"
۱۳۔ الاحوال الدینیۃ فی الہند	۰۰/=
۱۴۔ مذہب اسلام (ترجمہ)	۱۰/=
۱۵۔ مختصر الدعوۃ (عربی)	۱۰/=
۱۶۔ مختصر الدعوۃ (اردو)	۱۲/=
۱۷۔ تیسیر التجوید (عربی) نیا اڈیشن	۱۵/=
۱۸۔ تیسیر التجوید (اردو)	۱۵/=
۱۹۔ تیسیر الفرائض (عربی) نیا اڈیشن	۳۰/=
۲۰۔ تیسیر الفرائض (اردو)	۴۰/=
۲۱۔ الحجاب الشرعی	۱۰/=
۲۲۔ شرعی پردہ	۲۵/=
۲۳۔ نظام سمع وطاعت کا احیاء (نیا اڈیشن)	۲۰/=
۲۴۔ ایک مجلس کی تین طلاقیں	۱۰/=
۲۵۔ اسلام اور تعددِ ازواج (نیا اڈیشن)	۸/=
۲۶۔ اسلام اور جنگ (نیا اڈیشن)	۸/=
۲۷۔ بعض گمراہ فرقے	۱۵/=
۲۸۔ کیا یہ اسلام کے مقابل نیا دین نہیں؟	۱۵/=
۲۹۔ البہائیۃ فی سطور	۱۵/=
۳۰۔ بہائیت ایک مختصر تعارف	۱۲/=
۳۱۔ القادیانیۃ فی سطور	۲۰/=
۳۲۔ قادیانیت ایک مختصر تعارف	۲۰/=
۳۳۔ سمندر میں چھلانگ	۶۰/=
۳۴۔ وِدّیا ے بیود (بنگالی)	۴۰/=
۳۵۔ دو ورقی مکمل نماز (اردو)	فولڈر
۳۶۔ دو ورقی مکمل نماز (ہندی)	فولڈر
۳۷۔ اسلامی پردہ (ہندی)	۲۰/=
۳۸۔ سرشٹی کرتا کے استیتیا کا پرمان (ہندی)	۱۵/=
۳۹۔ RELIGION OF ALL PROPGETS	۱۵/=
۴۰۔ MIRACLES OF THE PROPHET	۱۵/=
۴۱۔ ISLAM AND POLYGAMY	۱۰/=
۴۲۔ ISLAM AND WAR	۱۰/=
۴۳۔ IS IT NOT A NEW RELIGION ?	۱۰/=
۴۴۔ ہندی تفسیر قرآن کریم کی سرل واکھیا	زیر طبع
۴۵۔ المختصر فی اَدیان العالم	۳۵/=
۴۶۔ قادیانیت ایک نظر میں پرچے	۱۶/=
۴۷۔ مکہ مکرمہ کی رؤیتِ ہلال تمام مسلم ممالک میں معتبر	۱۶/=

مذکورہ بالا کتابوں میں سے ''سمندر میں چھلانگ'' اور ''وِدّیا ے بیود'' کے علاوہ دیگر کوئی بھی دینی واصلاحی کتاب اگر صاحبِ خیر حضرات سو یا زیادہ کاپیاں خرید کر فی سبیل اللہ تقسیم کرنا چاہیں تو وہ انھیں صرف لاگت خرچ پر مہیا کی جا سکتی ہے اور ایک ہزار یا زیادہ تقسیم کرنے والوں کو لاگت خرچ پر نیا اڈیشن نکالکر حوالہ کیا جا سکتا ہے۔